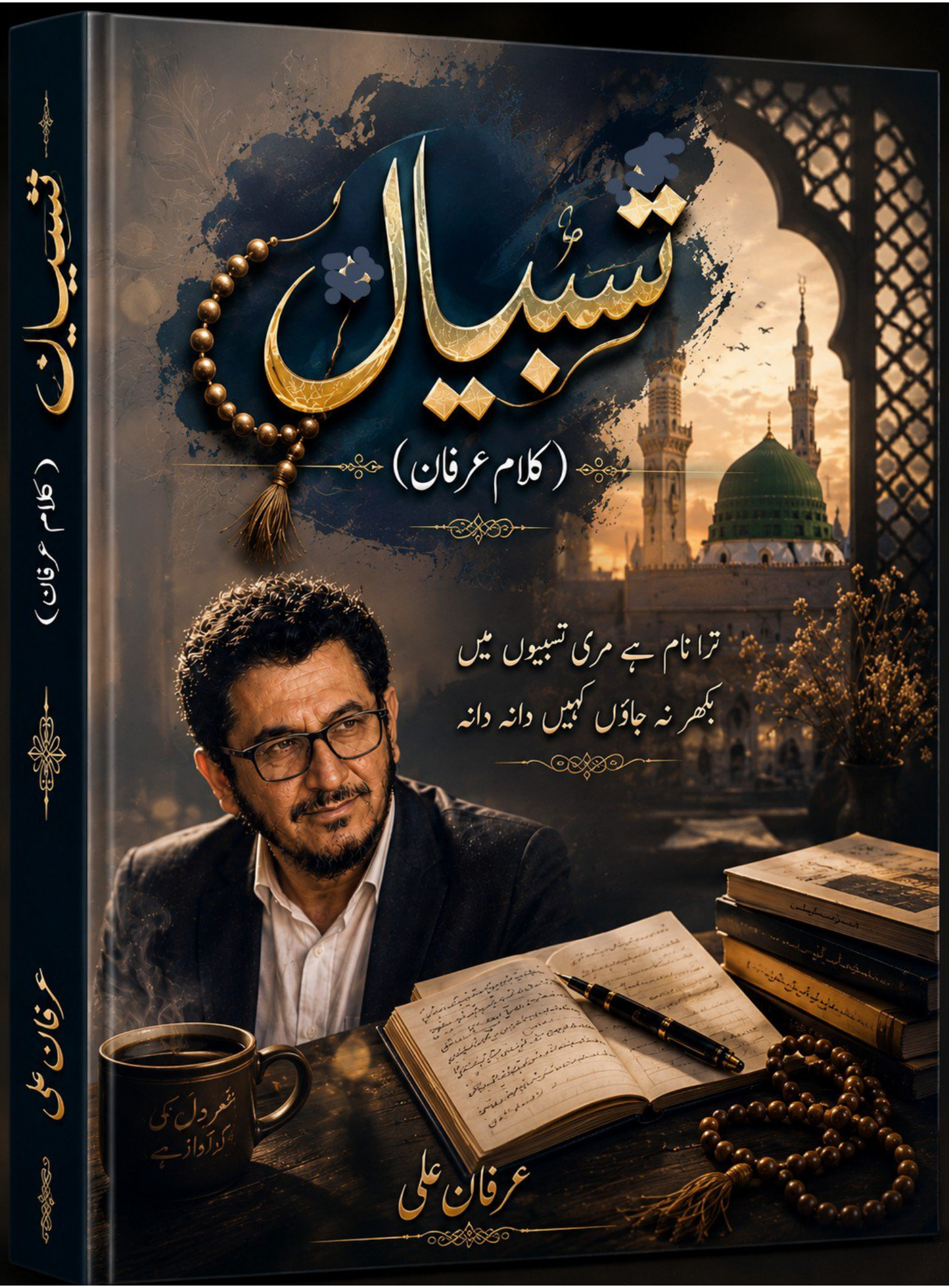
تسبیاں
(کلام عرفان)
ترا نام ہے مری تسبیوں میں
بکھر نہ جاؤں کہیں دانہ دانہ
عرفان علی
تسبیاں (کلام عرفان) عرفان علی

کسی نے آسماں جلتے دیکھا ہے
یا کوئی کارواں جلتے دیکھا ہے
کیا گزری ہوگی اس شخص پہ
جس نے آشیاں جلتے دیکھا ہے

حافظ

10:13 PM

ضمیر کی چوٹوں سے گھائل ہوں
حالت نزع میں ہے مری روح ؑ

حافظ

زندگی سے شرط لگا رکھی ہے
اک دن اسے چھوڑ جاؤں گا ؏

حافظ

رات اندھیرے میں گزار دی
سحر کی امید لگائے ہوئے
ع

حافظ

وقت کسی کا ساتھ نہیں دیتا حافظ
جو گزر رہا ہے بس وہی تیرا ہے

حافظ

ہمیں اپنے وجود کی آؤ بھگت سے فرصت نہیں ہے
وقت خاموشی سے کر رہا ہے ٹکڑے اس جان کے

حافظ

صبح کی پاکیزگی کی طرح
دل نایاب ہے زندگی کی طرح

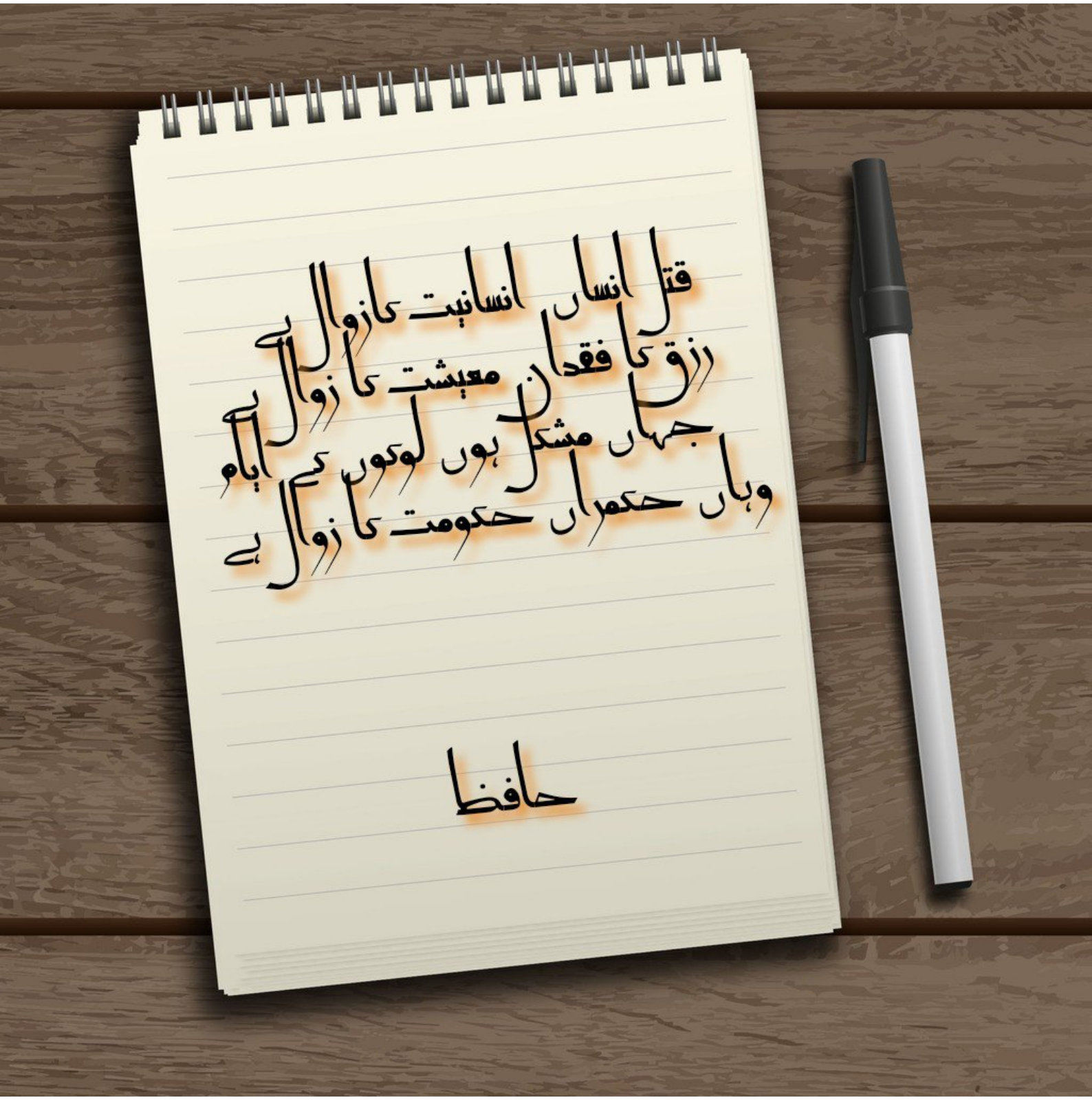
قتل انساں انسانیت کا زوال ہے
رزق کا فقدان معیشت کا زوال ہے
جہاں مشکل ہوں لوگوں کے ایام
وہاں حکمراں حکومت کا زوال ہے
حافظ

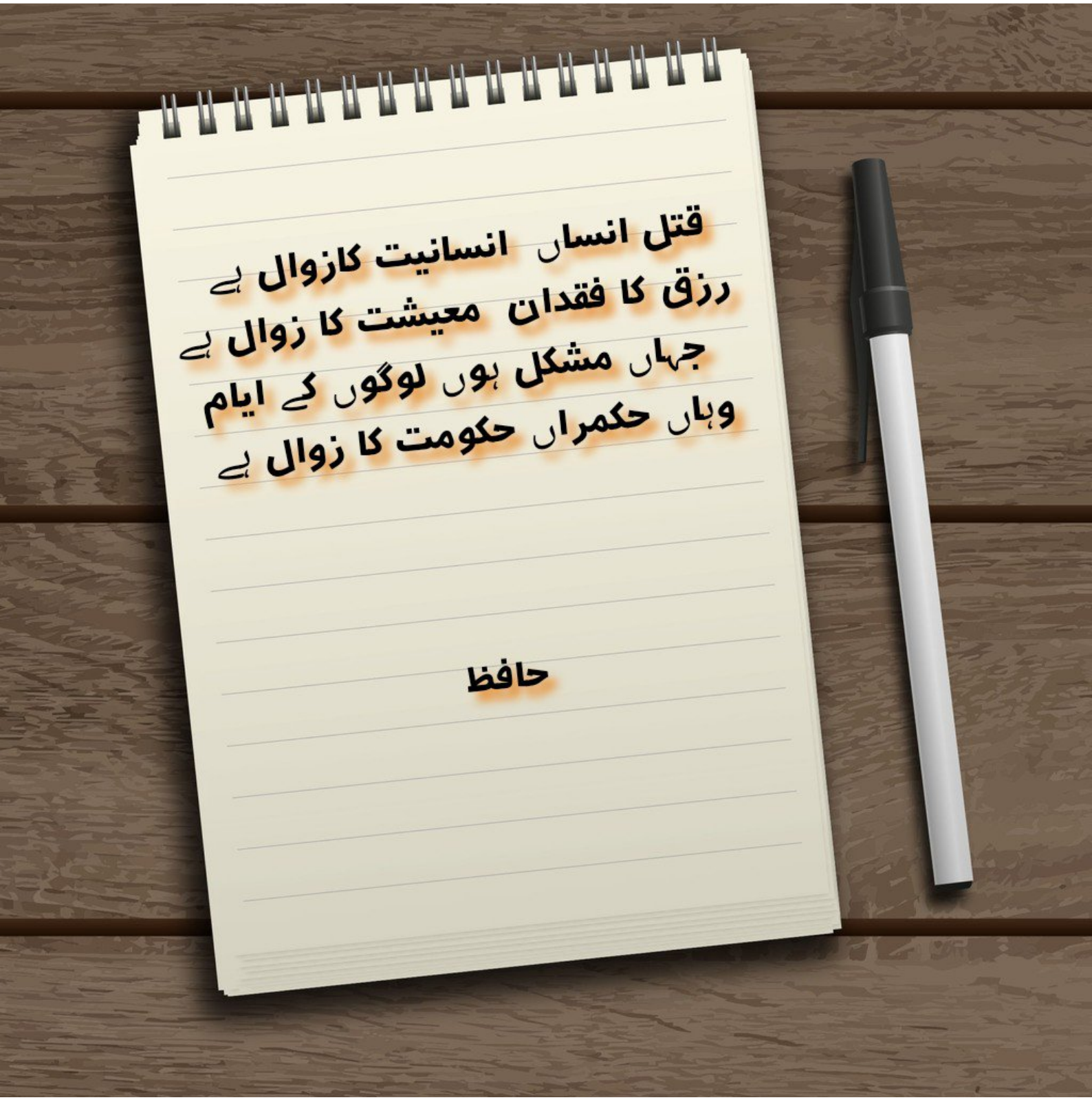
قتل انساں انسانیت کازوال ہے
رزق کا فقدان معیشت کا زوال ہے
جہاں مشکل ہوں لوگوں کے ایام
وہاں حکمراں حکومت کا زوال ہے
حافظ

صبح کی پاکیزگی کی طرح
دل نایاب ہے زندگی کی طرح

3:33 PM

کس بات کا ملال ہے
کیوں دست سوال ہے
تجھے زندگی سے کیا ملا
بتا کہ کیا خیال ہے
تو وادیوں میں بھٹک گیا
ترے حوصلے کا زوال ہے

حافظ

Share

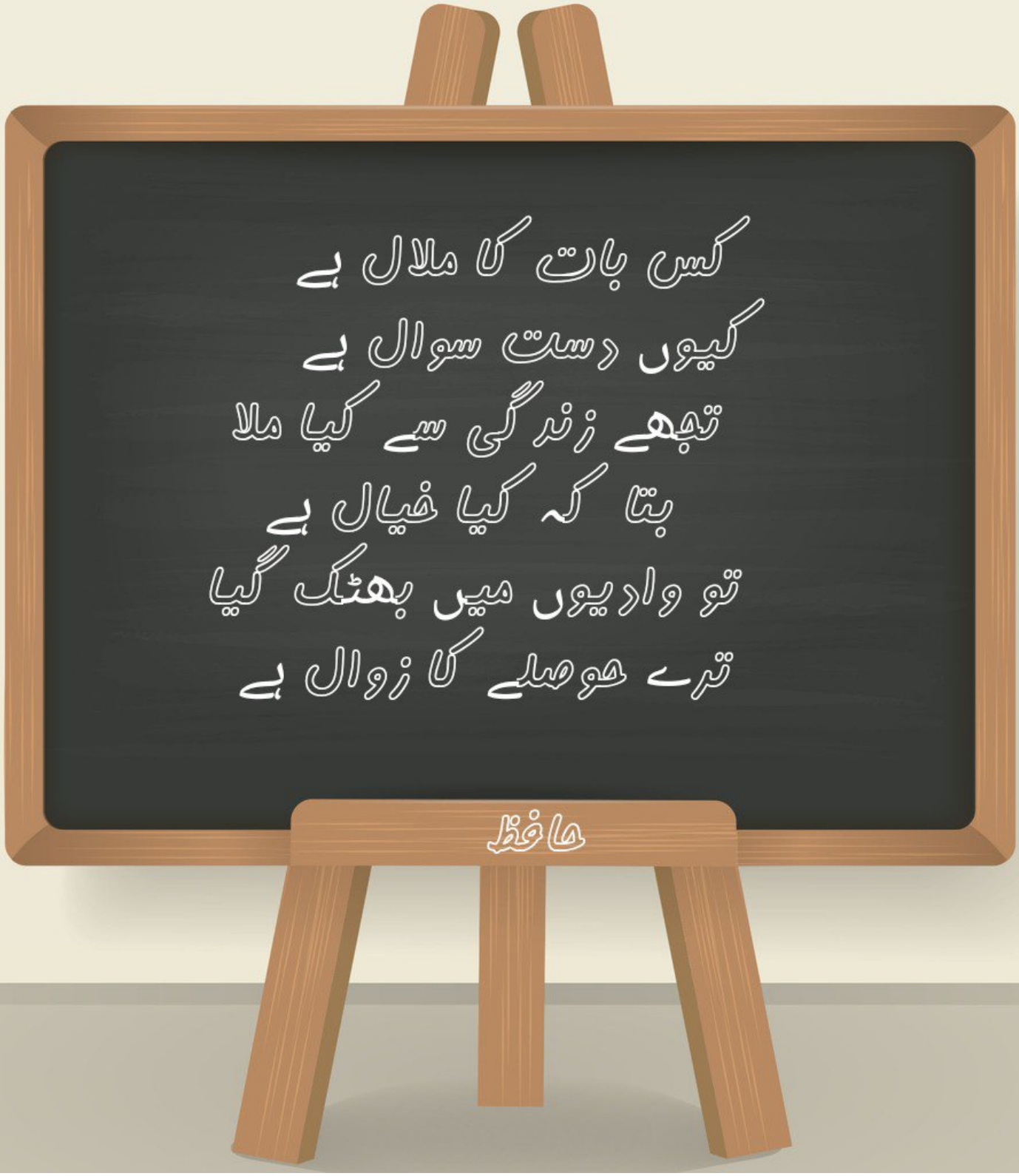
کس بات کا ملال ہے
کیوں دست سوال ہے
تجھے زندگی سے کیا ملا
بتا کہ کیا خیال ہے
تو وادیوں میں بھٹک گیا
ترے حوصلے کا زوال ہے
حافظ

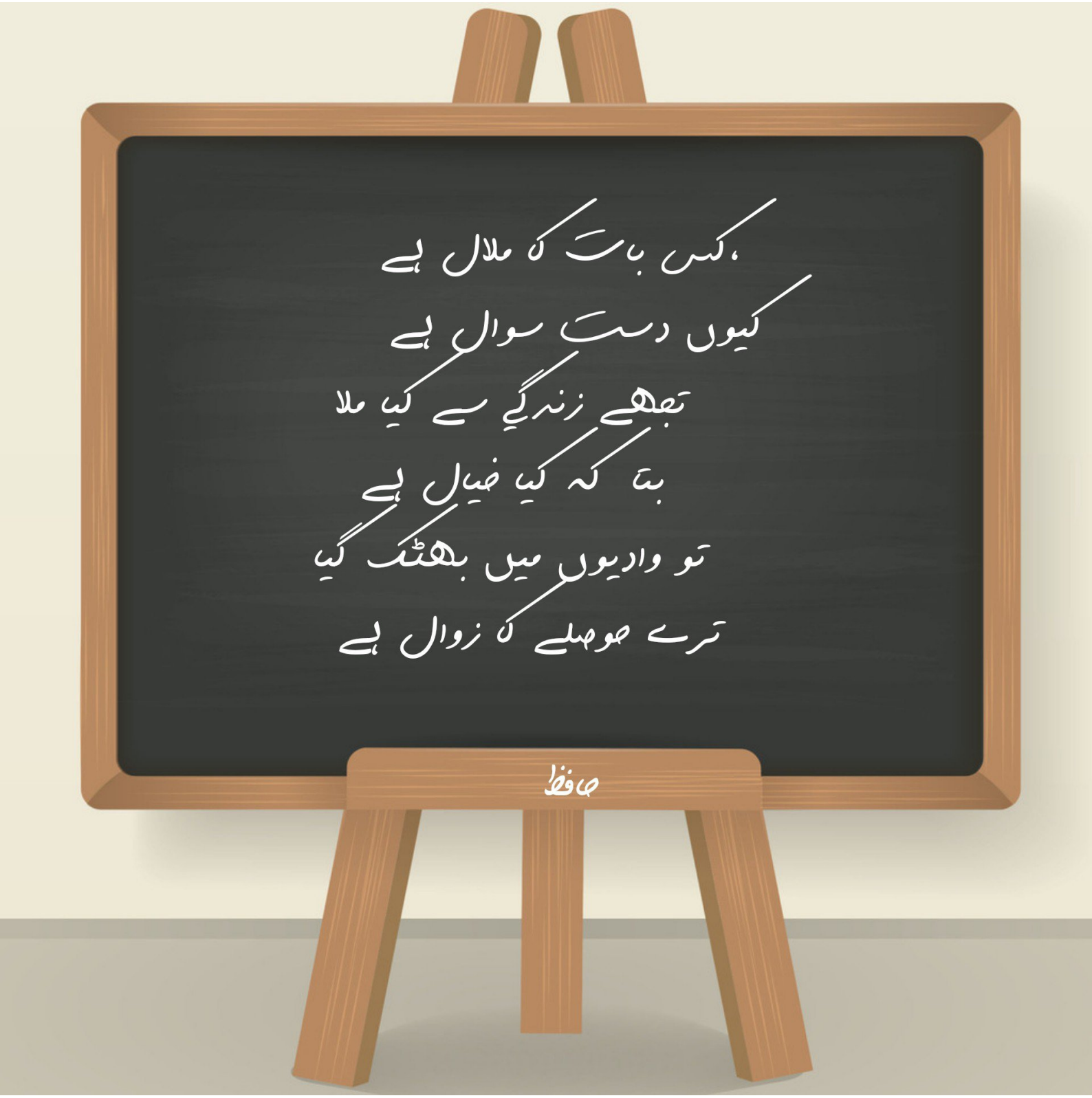
کس بات کا ملال ہے،
کیوں دست سوال ہے
تجھے زندگی سے کیا ملا
بتا کہ کیا خیال ہے
تو وادیوں میں بھٹک گیا
ترے حوصلے کو زوال ہے
حافظ

آدمی کی کوئی ذات نہیں ہوتی
اسکا تو بس اخلاق ہوتا ہے ؏؏

حافظ

خدا انسان کی صورت سے نہیں سیرت سے پیار کرتا ہے
اور وہ اسکی دولت سے نہیں نیت سے پیار کرتا ہے ع

حافظ

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

غریب کی امارت اسکا ایمان ہے
امیر کی دولت اسکا امتحان ہے
محروم کی حسرتیں اسکی نجات ہے
امیر کی آسائش اسکا نقصان ہے

حافظ عرفان علی

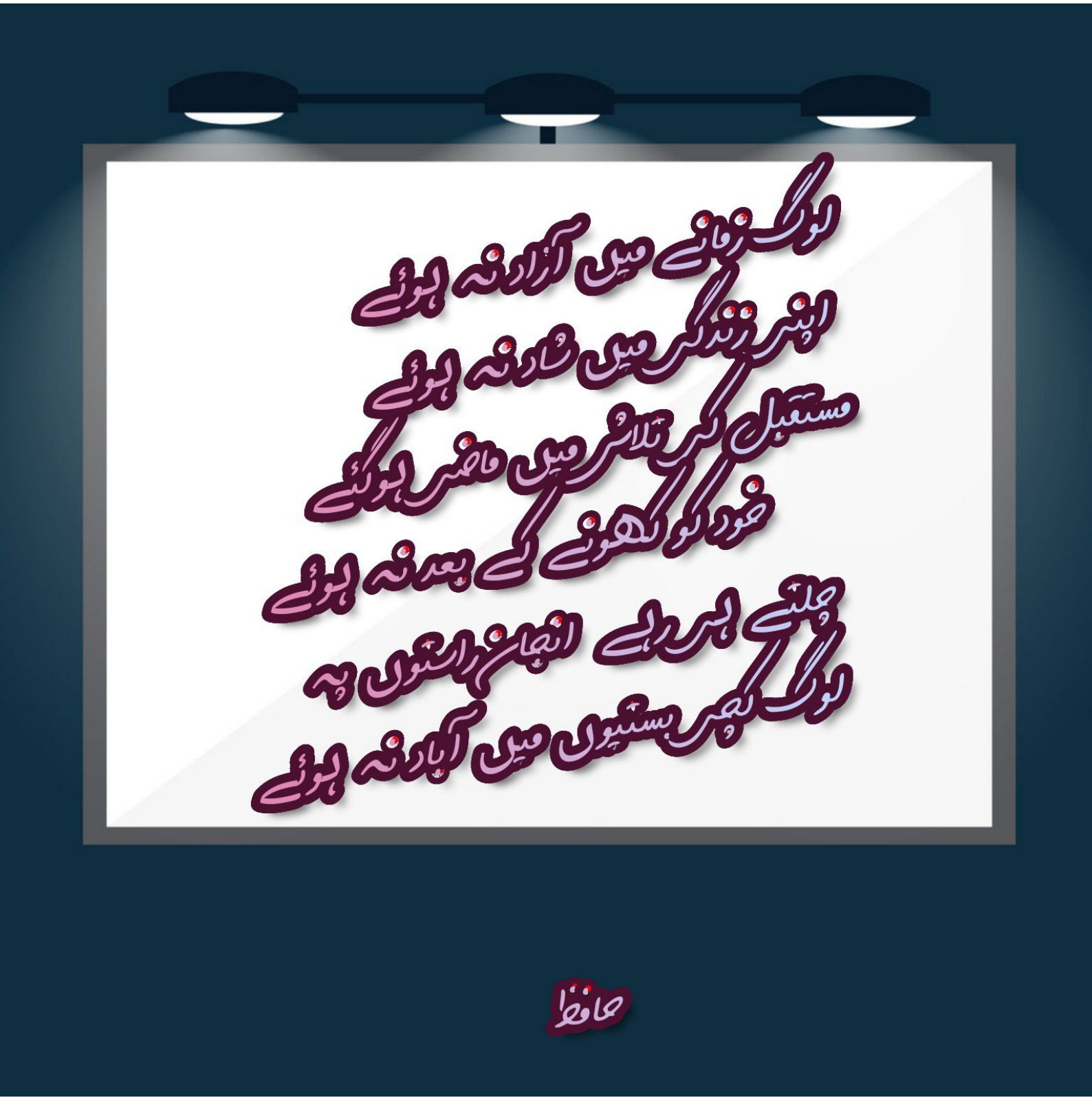
لوگ زمانے میں آزاد نہ ہوئے
اپنی زندگی میں شاد نہ ہوئے
مستقبل کی تلاش میں حاضر ہو گئے
خود کو کھونے کے بعد نہ ہوئے
چلتے پھر رہے انجان راستوں پہ
لوگ کبھی بستیوں میں آباد نہ ہوئے
حافظ

لوگ زمانے میں آزاد نہ ہوئے
اپنی زندگی میں شاد نہ ہوئے
مستقبل کی تلاش میں ماضی ہو گئے
خود کو کھونے کے بعد نہ ہوئے
چلتے ہی رہے انجان راستوں پہ
لوگ کچی بستیوں میں آباد نہ ہوئے

حافظ

خدا کی زمین پہ اقتدار کی جنگ ہے
اور آزاد بندوں پہ اختیار کی جنگ ہے
مٹی کھا گئی وقت کے فرعون سارے
ان سرکشوں سے پروردگار کی جنگ ہے

حافظ

بڑی آہنی ہے یہ سانسوں کی ڈور
الجھا رہتا ہوں وقت کے دھاگوں میں

حافظ

رہنے دو کسی کو اپنے حال میں
یہ بندے اور خدا کا معاملہ ہے

حافظ

سمجھ سے بالا ہے دل کی بے قراری ؏
وصال یار کی تمنا ہے کہ جدائی کا غم

حافظ

حوس کی رنگینیوں میں حیراں ہے انسان
روح کی افزائش میں کوتاں ہے انسان
صدیوں پہ محیط ہے جسم کی یہ نشوونمائی
خواہشوں کے آگے پریشاں ہے انسان ع

حافظ

حوس کی رنگینیوں میں حیراں ھے انسان
روح کی افزائش میں کوتاں ھے انسان
صدیوں یہ محیط ھے جسم کی یہ نشو ونمائی
خواھشوں کے آگے پریشاں ھے انسان ع

حافظ

جب چاند ڈوبنے لگے گا

ڈوب جائے گے ستارے

جب انسانیت جلنے لگے گی

زمیں اگلے گی انگارے

جب خواب ٹوٹنے لگے گے

آنکھیں ٹپکے گی سرخ دھارے

حافظ

زندگی کا اعتبار کرلوں کیسے
کبھی جینے تو دیا نہیں مجھے ع

حافظ

حافظ
زندگی کے دن گن رہے ہیں الٹی گنتی
لوگوں کو فکر کھا گئی مال بڑھانے کی

6:00 PM

پھر بھی ناراض ہیں کیوں بتان شہر ؏
لوگوں نے چھوڑ دی اب خدا کی عبادت

حافظ

Share

12:26 PM 85

جن آنکھوں نے دیکھے خاب روشنی کے
ان کی قبر پہ تم جلانا چراغ آنے والوں

حافظ

Share

اوقات میں تقسیم ہیں بندوں کے معاملات

کسی کا دن کسی کی رات ہے آج

حافظ

7:22 AM

لہو کے قطرے آنسوؤں کی جگہ ہیں
غم زندگی میں ترقی کا سفر ہے ع

حافظ

Share

لہو کے قطرے آنسوؤں کی جگہ ہیں
غم زندگی میں ترقی کا سفر ہے ؏

حافظ

قتل ناحق سے انسانیت دم توڑ گئی

نفرت کے ہاتھوں محبت دم توڑ گئی

یہاں بولنے کی اجازت کسی کو نہیں

خوف کی فضا میں جرات دم توڑ گئی

جن سے حاصل تھی لوگوں کو روشنی

ان چراغوں کی حرارت دم توڑ گئی

قتل ناحق سے انسانیت دم توڑ گئی
نفرت کے ہاتھوں محبت دم توڑ گئی
یہاں بولنے کی اجازت کسی کو نہیں
خوف کی فضا میں جرات دم توڑ گئی
جن سے حاصل تھی لوگوں کو روشنی
ان چراغوں کی حرارت دم توڑ گئی
بہت کشیدہ ہیں بندوں کے حالات
جیسے لوگوں کی قسمت دم توڑ گئی
ملتی ہے زندگی کو موت کی سزا
آئین جفا میں عدالت دم توڑ گئی
دولت کے پجاری معاشرے کے رہبر
اس بت پرستی میں عبادت دم توڑ گئی

جو بے سود ہے
وہ انداز بیاں چھوڑ دے
پر ہجوم راستوں پہ
تو اپنے نشاں چھوڑ دے
نہیں منزل کی خبر
پھر کارواں چھوڑ دے
زمیں کی کر خبر گیری
وہ آسماں چھوڑ دے
کر اجاگر زندگی کی تمنا
اب جہاں چھوڑ دے

اڑتے پرندوں میں بلبل کا خوبصورت ہونا
آدمی کا حسن تو ہے دل کا خوبصورت ہونا

حافظ

رفتہ رفتہ جاں نکلی دل بے قرارے ؏ کسی نبوت کے بنا دل بے جان ہوگیا

رفتہ رفتہ جاں نکلی دل بے قرار سے ؏
کسی ثبوت کے بنا دل بے جان ہوگیا

حافظ

تڑپتا دیکھ کے بھی تڑپتے نہیں اھل جنوں
مرجائیں تو پڑھیں گے اناللہ وانا الیہ راجعون

حافظ

تڑپتا دیکھ کے بھی تڑپتے نہیں اہل جنوں مر جائیں تو پڑھیں گے انا للہ وانا الیہ راجعون

hafizwritez

حافظ

تڑپتا دیکھ کے بھی تڑپتے نہیں اہل جنوں
مر جائیں تو پڑھیں گے انا للہ وانا الیہ راجعون

حافظ

ستاروں سے اوپر
وہ جہاں دیکھا ہے
جو میرے دل پہ لگا
تم نے نشاں دیکھا ہے
جانوروں میں رہنے والا
کوئی انساں دیکھا ہے
جاؤ پورا کرو اپنا شوق
میں نے گلستاں دیکھا ہے
نہ مل سکی تمھیں منزل
کیا کبھی قرآں دیکھا ہے
چھوڑ گیا وہ سب یہاں
بندے کا ساماں دیکھا ہے
تم تو ہو اک پردہ نشیں
میں نے جہاں دیکھا ہے

اھل زمیں سے پوچھنا
کیا آسماں دیکھا ہے
ستاروں سے اوپر
وہ جہاں دیکھا ہے
جو میرے دل پہ لگا
تم نے نشاں دیکھا ہے
جانوروں میں رہنے والا
کوئی انساں دیکھا ہے
جاؤ پورا کرو اپنا شوق
میں نے گلستاں دیکھا ہے
نہ مل سکی تمھیں منزل
کیا کبھی قرآں دیکھا ہے
چھوڑ گیا وہ سب یہاں
بندے کا ساماں دیکھا ہے

دیکھا خواب ٹوٹ جاتے ہیں
اب خاب دیکھنا گوارا نہیں
میں سمجھا پتھر سے بنا ہے
آدمی کوئی مٹی اور گارا نہیں
یہ انسان کی بے بسی ہے
زندگی اک بار ملی دوبارا نہیں

حافظ

8:28 AM

جہاں راستے ہیں جدا جدا
اس موڑ پہ ہوں کھڑا ہوا
مرا غم بہت قلیل ہے
مگر احساس ہے بڑھا ہوا
ہوا دل مرا ٹکڑے ٹکڑے
کیوں وجود سے ہے جڑا ہوا
مجھے بادلوں سے ڈھانپ دے
کڑی دھوپ میں ہوں پڑا ہوا

حافظ

Share

حادثوں کی اتنی عادت ہوگئی ہے مجھے
روز چاہتا ہوں میں کہ کچھ نیا ہو ع

حافظ

سکون دل کا کوئی تو آخر مقام آخری ہوگا
گیسوئے جاناں کی ٹھنڈک یا قبر کی مٹی ہوگا

حافظ

حادثوں کی اتنی عادت ہوگئی ہے مجھے
روز چاہتا ہوں میں کہ کچھ نیا ہو ع

حافظ

سکون دل کا کوئی تو آخر مقام آخری ہوگا
گیسوئے جاناں کی ٹھنڈک یا قبر کی مٹی ہوگا

حافظ

آٹے دال کے جھمیلے میں گزر گئی زندگی
کھا گئی بندوں کو یہ روٹی کھاتے کھاتے ؏

حافظ

جس دن نکلے تارے ہم آسماں دیکھ لیں گے
بہار کے موسم میں ہم گلستاں دیکھ لیں گے
کڑی دھوپ میں تلاش کیسی کسی سائبان کی
جلا کر اپنا خون ہم درد جاں دیکھ لیں گےؑ
چلو آج یہ قصہ بھی ہو جائے تمام اب ؑؑ
تم سناؤ گے جو ہمیں ہم داستاں دیکھ لیں گے
سوچا کہ نہ رلاؤں اسے سنا کے افسردہ شعرؑ
دل کی تسلی کیلئے اسے ہم پریشاں دیکھ لیں گے

حافظ

لوگوں کی شکایت کر نہیں سکتے
ہم اپنی حمایت کر نہیں سکتے
نا ممکن ہے زندگی کی قضا ؑ
وقت کی کفایت کر نہیں سکتے
لا حاصل ہے جذبوں کا قصاص
دل یتیم کی کفالت کر نہیں سکتے

حافظ

خون کی کشش کم ہے یا زیادہ
دلوں کی کشمکش کم ہے یا زیادہ
کس کی خدائی ہے اس زمین پر
خدا کی پرستش کم ہے یا زیادہ
شیطاں کو دیکھو پڑ گئی بیڑیاں
بندوں کی چپکلش کم ہے یا زیادہ
ہوا متکلم وہ آتش جہنم سے
بتا تیری تپش کم ہے یا زیادہ

حافظ

11:32 PM

بھولے سے امید لگا بیٹھا یہ معصوم دل
ہمیں اس سادگی نے کہیں کا چھوڑا ع

حافظ

Share

1:11 PM 81

مجھے یقین تھا تیرے جانے کا
تیرے آنے سے خوشی نہ ہوئی
سدا کر گزرتے زخموں کی پرورش
درد دل کی اتنی زندگی نہ ہوئی ع

حافظ

Share

اب جینا چاہتا ہوں
آرزو کے بغیر
اب بولنے لگا ہوں
گفتگو کے بغیر
اب دیوانگی چاہتا ہوں
جنوں کے بغیر
ہاں میں زندگی چاہتا ہوں
زندگی کے بغیر

حافظ

جس دے یار و چھڑ جاندے
اس دا جینا کی جینا اے
قبراں تے کھلو کے روندے
ہتھ ہنجواں دا پسینا اے
جدوں اپنے پرائے ہوندے
مرن جیا جئے جینا اے

حافظ

یہاں ہر کوئی محبت میں گرفتار ہے
کسی کی زندگی ہے کسی کا کاروبار ہے
کوئی مال و دولت کے پیچھے مضطرب
کوئی غم جاناں میں پریشاں بیمار ہے
کسی کو زمانے میں میسر مہنگے کھلونے
کوئی مسلسل خستہ حالی سے دوچار ہے
دغا آدمی سے دنیا کرتی ہے ہمیشہ
مرمر کے جینے کو پھر بھی تیار ہے
خاک مٹی کی مٹھی میں لیے سوچتا ہوں
حافظ بندوں کا معاملہ بہت پراسرار ہے

حافظ

میں تو کب کا مر گیا ہوتا اس دل کے بغیر ؏؏؏
اس نے سمیٹے میرے ٹوٹے ہوئے دل کے ٹکڑے

حافظ

تھوڑی سی ضرورت ہے زیادہ نہیں
چند لمحوں کی مہلت ہے زیادہ نہیں
دنیا کی طلب دیوانگی کی حد کو پہنچی
خواہشوں کی چاہت ہے زیادہ نہیں
کون کہتا ہے آدم بیزار ہوں میں
مجھے خود سے محبت ہے زیادہ نہیں
پوچھا سبب جفا کا تو مسکرا کے بولا
چھوٹی سی شرارت ہے زیادہ نہیں

حافظ

اس زمانے میں کوئی مسکرا کے بولے
دنیا جنت لگتی ہے کوئی اپنا در کھولے
یوں تو آدمی آدم بیزار ہے اب ؏؏
اچھا لگتا ہے کوئی جب یہ دل ٹٹولے

حافظ

تھوڑی سی ضرورت ہے زیادہ نہیں
چند لمحوں کی مہلت ہے زیادہ نہیں
دنیا کی طلب دیوانگی کی حد کو پہنچی
خواہشوں کی چاہت ہے زیادہ نہیں
کون کہتا ہے آدم بیزار ہوں میں
مجھے خود سے محبت ہے زیادہ نہیں
پوچھا سبب جفا کا تو مسکرا کے بولا
چھوٹی سی شرارت ہے زیادہ نہیں

حافظ

میں تو کب کا مر گیا ہوتا اس دل کے بغیر ؏؏؏
اس نے سمیٹے میرے ٹوٹے ہوئے دل کے ٹکڑے

حافظ

تم کسی کو بددعا مت دینا
لوگوں کو سزا مت دینا
دعائیں ہیں آدمی کے پیچھے
کسی انسان کو گنوا مت دینا
چھوڑ دو شکایت کی عادت
کوئی احسان جتا مت دینا
اسکی خاموشی تو ہے اظہار
حافظ کسی کو بتا مت دینا

تنکے کو سہارا کرنا
کیسا ہے کنارا کرنا
دریا میں ڈوب کر
پانی پہ گزارا کرنا

حافظ

مجھے تھوڑی مہلت چاھیے
بس ذرا ہمت چاھیےؑ
خوشی سے لوٹ آؤں
خود پہ دسترس چاھیےؑ
دے پاؤں جفاؤں کی قضا
مجھے ایسی سہولت چاھیےؑ
خاموش ہے اسکے سامنے
کہتا کیوں نہیں محبت چاھیے

حافظ

جی چاہتا ہے زندگی تیرے نام کردوں
میں جیتے جی تیری خوشی پوری کردوں ؏

حافظ

ع

اک حسیں خیال سے خوشی میسر ہے
کچھ سوچ کے مسکرا دیتا ہوں ع

حافظ

ع

اے چاند جانتا ہوں تری سرگوشیاں
چودھویں کی رات کو تری شوخیاں
تو نے کیا زمیں پہ ایسا سحر ع
مسحور ہے عالم میں ہیں خاموشیاں

حافظ

زندگی میں آسانیاں ڈھونڈتے ڈھونڈتے
آدمی زندگی سے بہت دور نکل گیا ہے
ساری عمر ظاہر کو سنوارتے سنوارتے
باطنی روشنی سے بہت دور نکل گیا ہے

حافظ

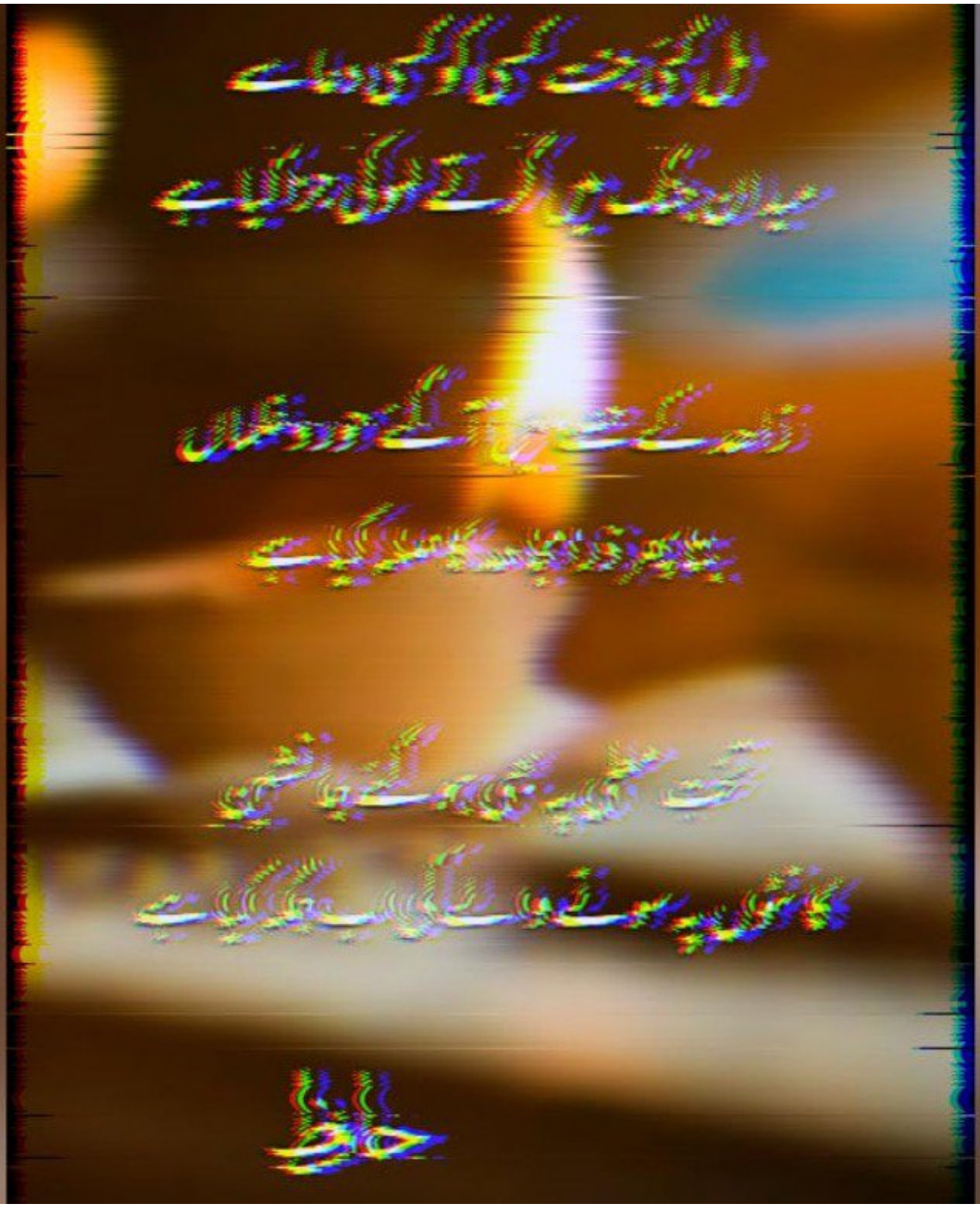
لالہ گلگشت کی آگ بجھا دے
میدان جنگ میں آگ لگ گئی ہے
زاہد کے شیشے آگئے تو رونقِ
بیت پھر زندہ ہو گئی ہے
تخت طاؤس پہ بیٹھے ہوئے
کانٹوں پہ سوتے ہوئے
حافظ

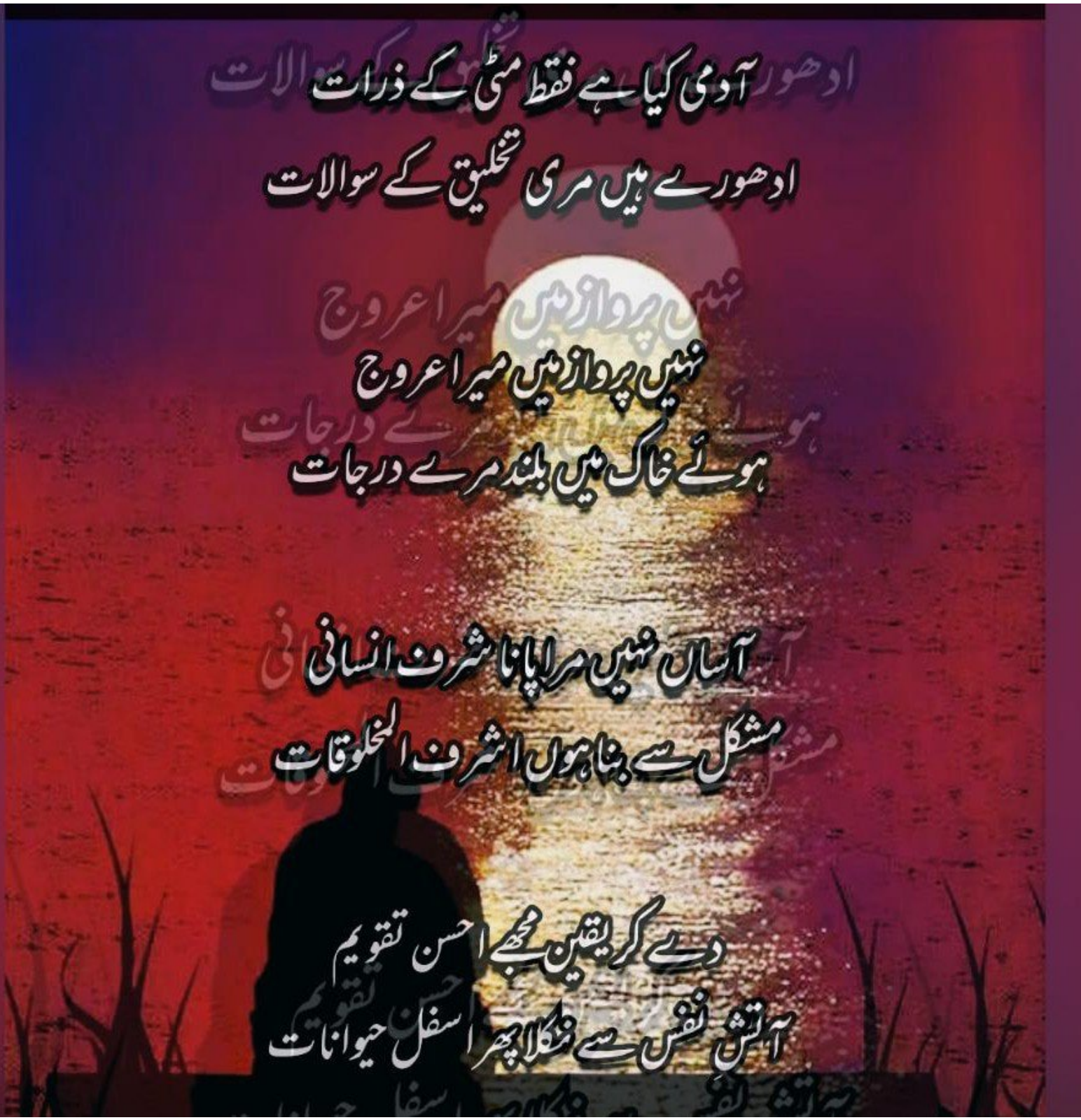
آدمی کیا ہے فقط مٹی کے ذرات
ادھورے ہیں مری تخلیق کے سوالات
نہیں پرواز میں میرا عروج
ہوئے خاک میں بلند مرے درجات
آسان نہیں مرا پانا شرف انسانی
مشکل سے بنا ہوں اشرف المخلوقات
دے کر یقین مجھے احسن تقویم
آتش نفس سے نکلا پھر اسفل حیوانات

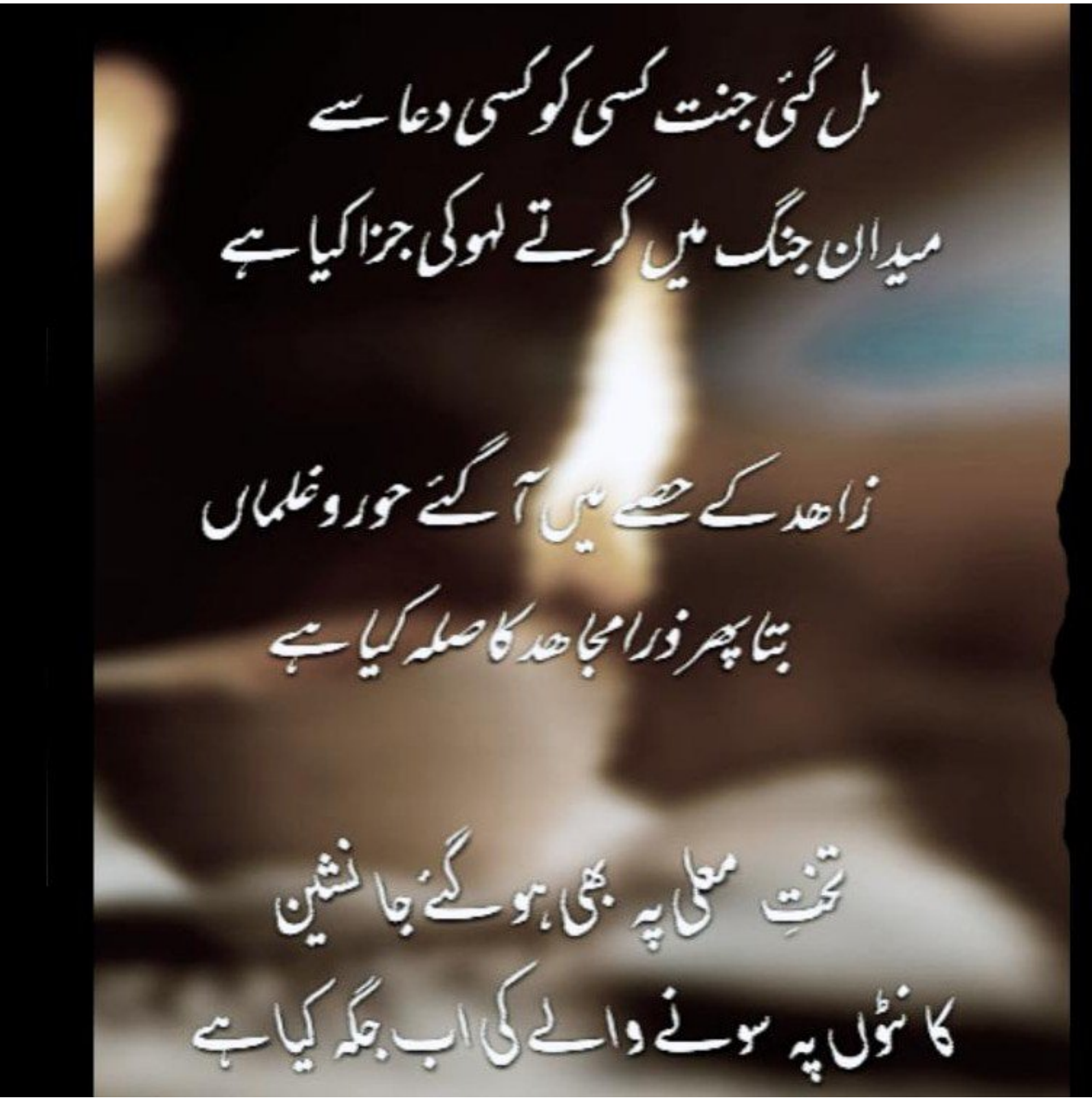
مل گئی جنت کسی کو کسی دعا سے
میدان جنگ میں گرتے لہو کی جزا کیا ہے
زاھد کے حصے میں آ گئے حور و غلماں
بتا پھر ذرا مجاھد کا صلہ کیا ہے
تختِ معلی پہ بھی ہو گئے جانشین
کانٹوں پہ سونے والے کی اب جگہ کیا ہے

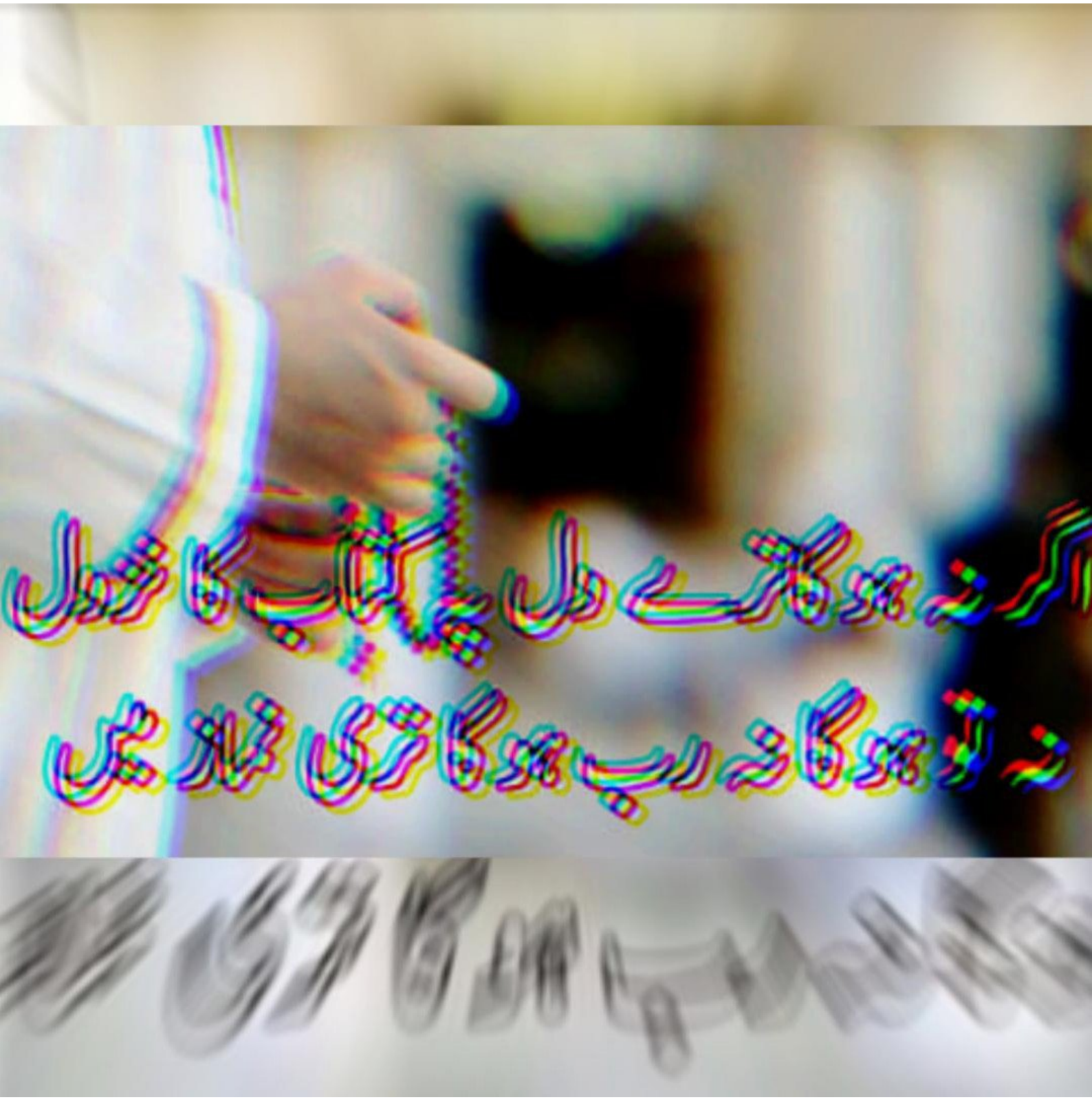
اگر نہ ہو گئے دل پہ گناہ کا غلبہ
نہ تو ہو گا نہ رب ہو گا تری نماز میں

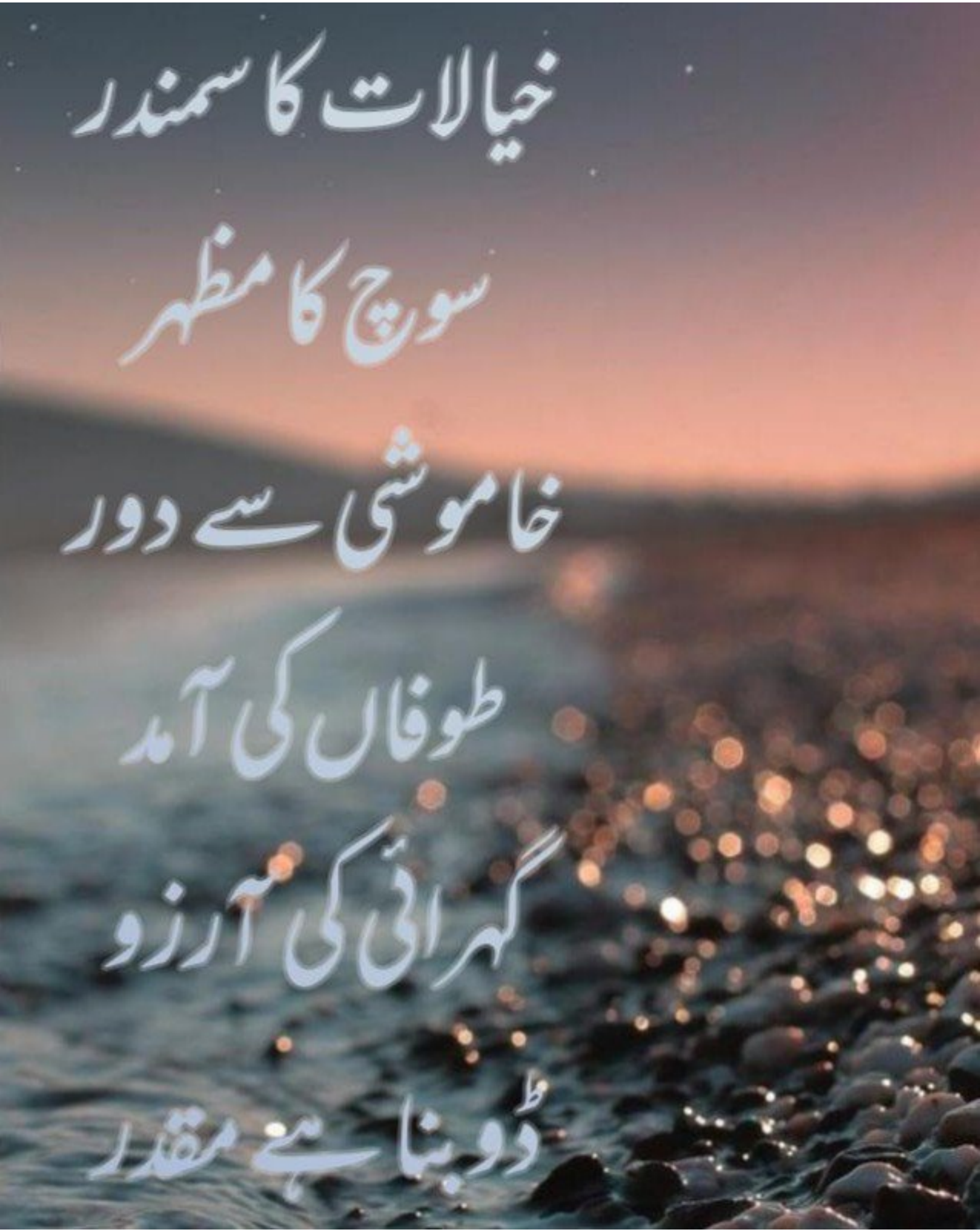
خیالات کا سمندر
سوچ کا مظہر
خاموشی سے دور
طوفاں کی آمد
گہرائی کی آرزو
ڈوبنا ہے مقدر

اسکا احساس دل میں جگا
تو شوقِ جستجو بڑھنے لگی

کچھ نہ پایا بحر، علم میں
جب آرزو بڑھنے لگی

راہِ عشق میں ملی قرب کی منزل
پھر یار سے گفتگو بڑھنے لگی

حافظ

اکھاں دے ہنجوں جدوں نہ ڈل دے
زنگ دلاں دے کدی نہ دھل دے

عشق دی ہانڈی جدوں نہ کڑدی
ہجر دے پتھر کدی نہ گل دے

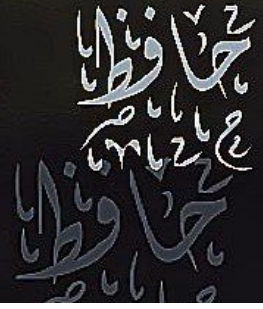

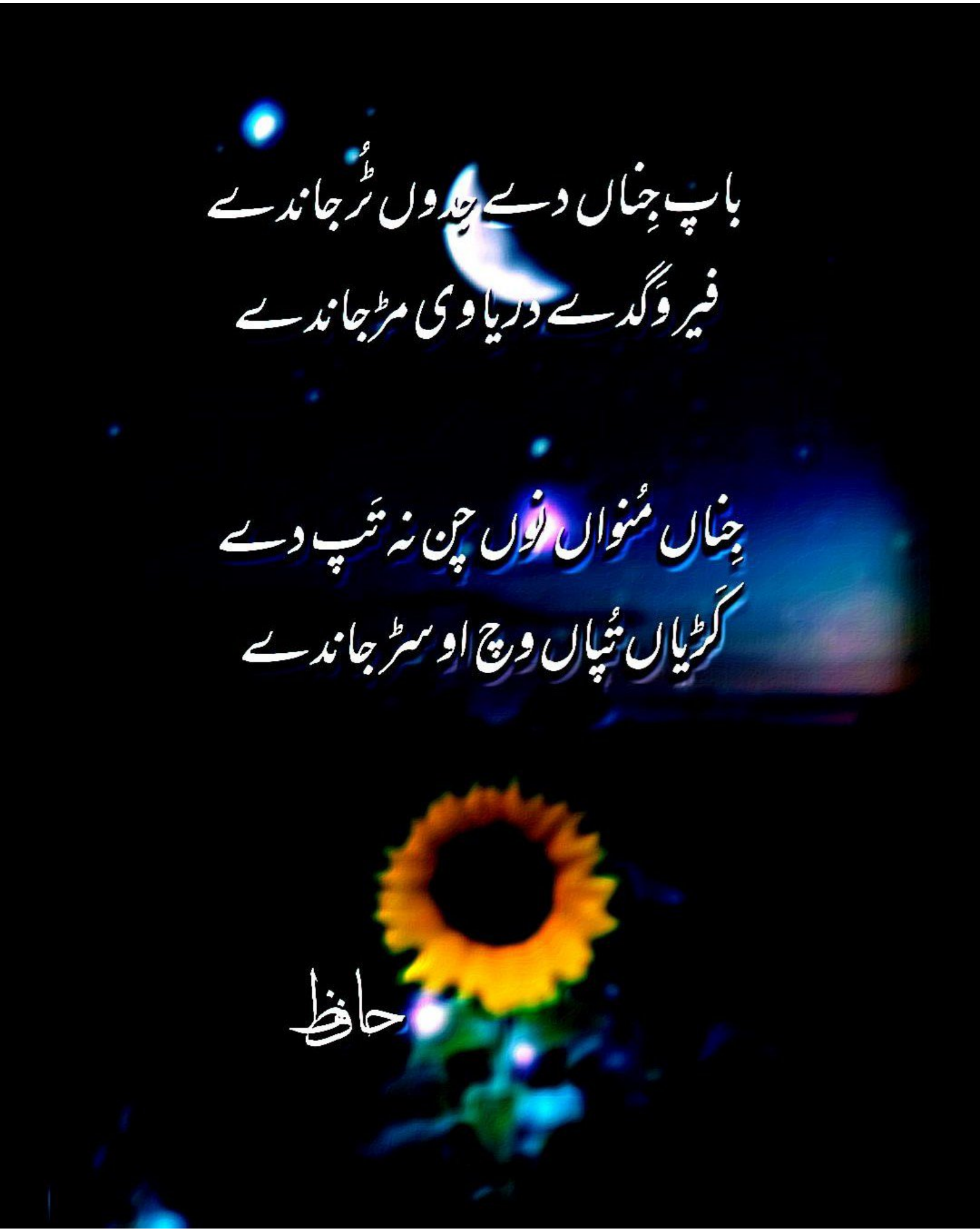
باپ جِناں دے حدوں ٹُر جاندے
فیر وگدے دریاوی مڑ جاندے
جِناں مُنواں نوں چن نہ تَپ دے
گڑیاں تُپاں وچ اوسڑ جاندے
حافظ

مری آنکھ ٹھہری بے حیا
میری ذات نکلی بے وفا
میری سوچ بھی بے اصول
مری روح جیسے ہے، ہوا
مرا شوق ہے حصولِ دنیا
مری راہ دیکھے بت کدہ
مرا دن طلوعِ ظلمات ہے
مری رات نمودِ معصیت نما
مرا دل چاہتوں سے غافل
مرا عشق شورِ پازیبِ پاہ
مرا دین بھی ادھورا ہے
مرا قبلہ بنا وحشت کدہ
پھر بھی غافل نہیں یاد سے
مری پیشانی مری ہے سجدہ گاہ

حافظ

مری آنکھ ٹھہری بے حیا
میری ذات نکلی بے وفا
میری سوچ بھی بے اصول

مری روح جیسے ہے، ہوا
مرا شوق ہے حصول دنیا
مری راہ دیکھے بت کدہ

مرا دن طلوعِ ظلمات ہے
مری رات نمودِ معصیت نما

مرا دل چاہتوں سے غافل
مرا عشق شور پا زیب پا

مرا دین بھی ادھورا ہے
مرا قبلہ بنا وحشت کدہ

پھر بھی غافل نہیں یاد سے
مری پیشانی مری ہے سجدہ گاہ

حافظ

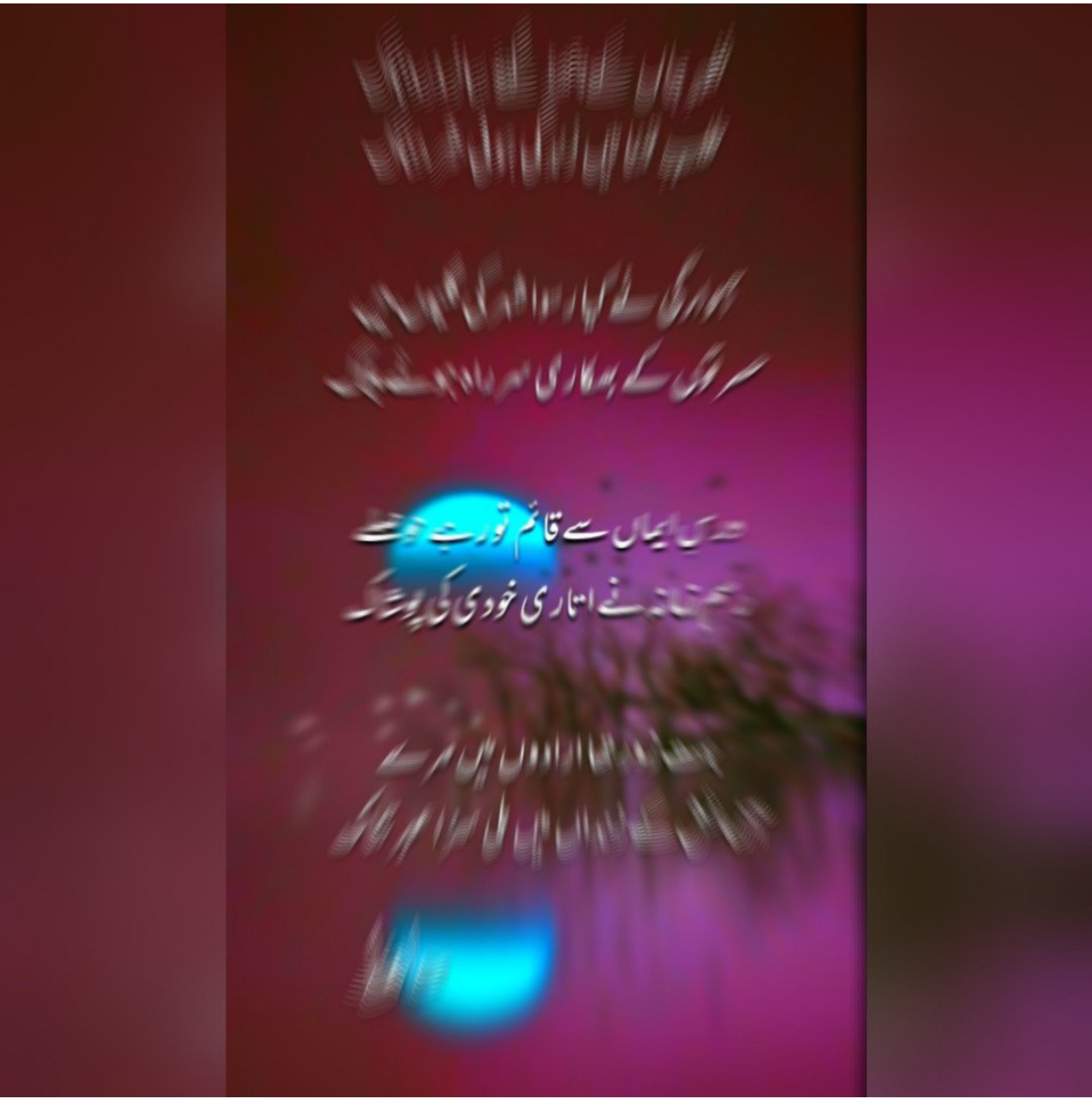

نغمۂ جاں کے چھڑ گئے ساز دردناک
طلبِ تمنا میں زندگی ہوئی شرمناک

آوارگی نے کیا رسوا شہر کی گلیوں میں
حسرتوں کے بھکاری سر راہ ہوئے ہلاک

درسِ ایماں سے قائم تو رہے حوصلے
رسمِ زمانہ نے اتاری خودی کی پوشاک

بہت زور تھا ارادوں میں مرے
آزمائش کے زنداں میں ملی سزا عبرتناک

حافظ

تُو تو وہی رہا بدلے ہزاروں جسدِ خاکی
سدا قائم ترا وجود ازل سے تو باقی

ترا نام زندہ جاوید تری ذات ہے قیوم
مرا نام ہے آدمی مری ذات بھی ترابی

اغلب صفت رحمانی، غالب صفتِ قہاری
میں بندۂ نسیان ہوں تجھے شوقِ غفاری

حافظ

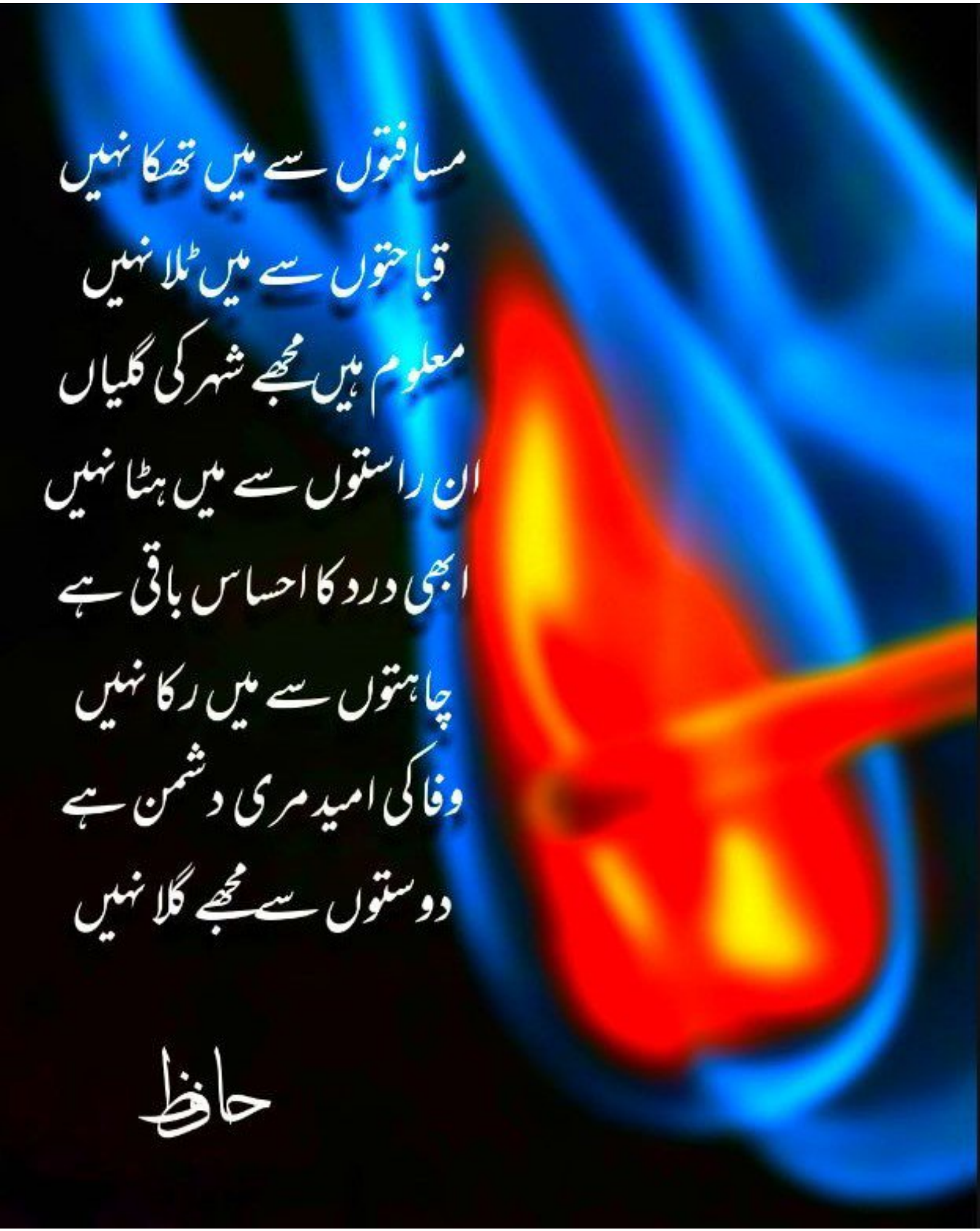
مسافتوں سے میں تھکا نہیں
قباحتوں سے میں ٹلا نہیں
معلوم ہیں مجھے شہر کی گلیاں
ان راستوں سے میں ہٹا نہیں
ابھی درد کا احساس باقی ہے
چاہتوں سے میں رکا نہیں
وفا کی امید مری دشمن ہے
دوستوں سے مجھے گلا نہیں
حافظ

تاجرانِ وفا کے گو چل رہے تھے کاروبار
باطل سے لرزا ہوئے عدل کے در و دیوار

نکلے اللہ کے مجاہد بیچ شوخیِ محفل
گونجی نعرہِ تکبیر سن کے صدائے پروردگار

چلتے رہیں گے چکر شیطاں پُر فریب کے
میدانِ کفر میں حق و باطل رہے گا بر سرِ پیکار

حافظ

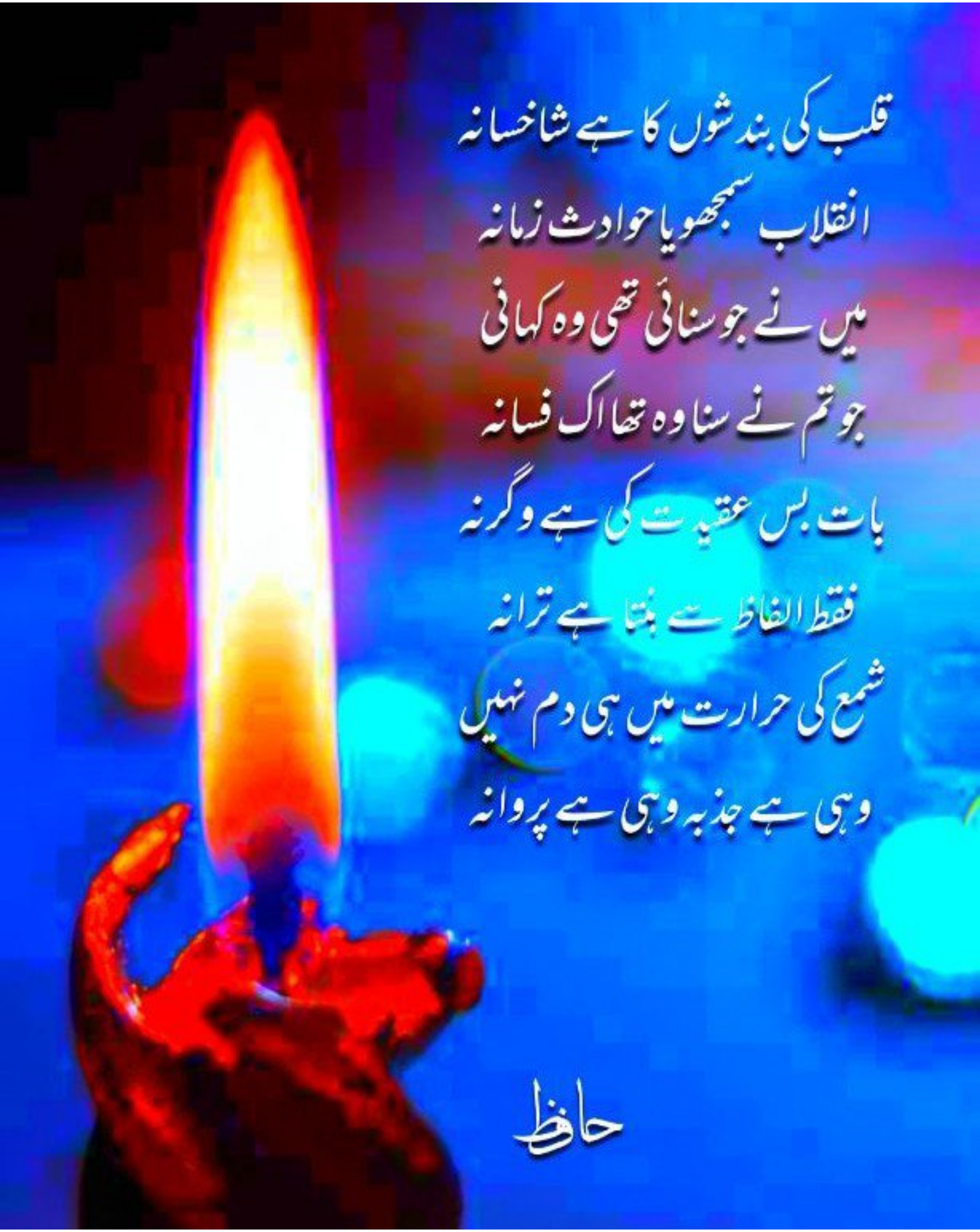
قلب کی بندشوں کا ہے شاخسانہ
انقلاب سمجھو یا حوادث زمانہ
میں نے جو سنائی تھی وہ کہانی
جو تم نے سنا وہ تھا اک فسانہ
بات بس عقیدت کی ہے وگرنہ
فقط الفاظ سے بنتا ہے ترانہ
شمع کی حرارت میں ہی دم نہیں
وہی ہے جذبہ وہی ہے پروانہ
حافظ

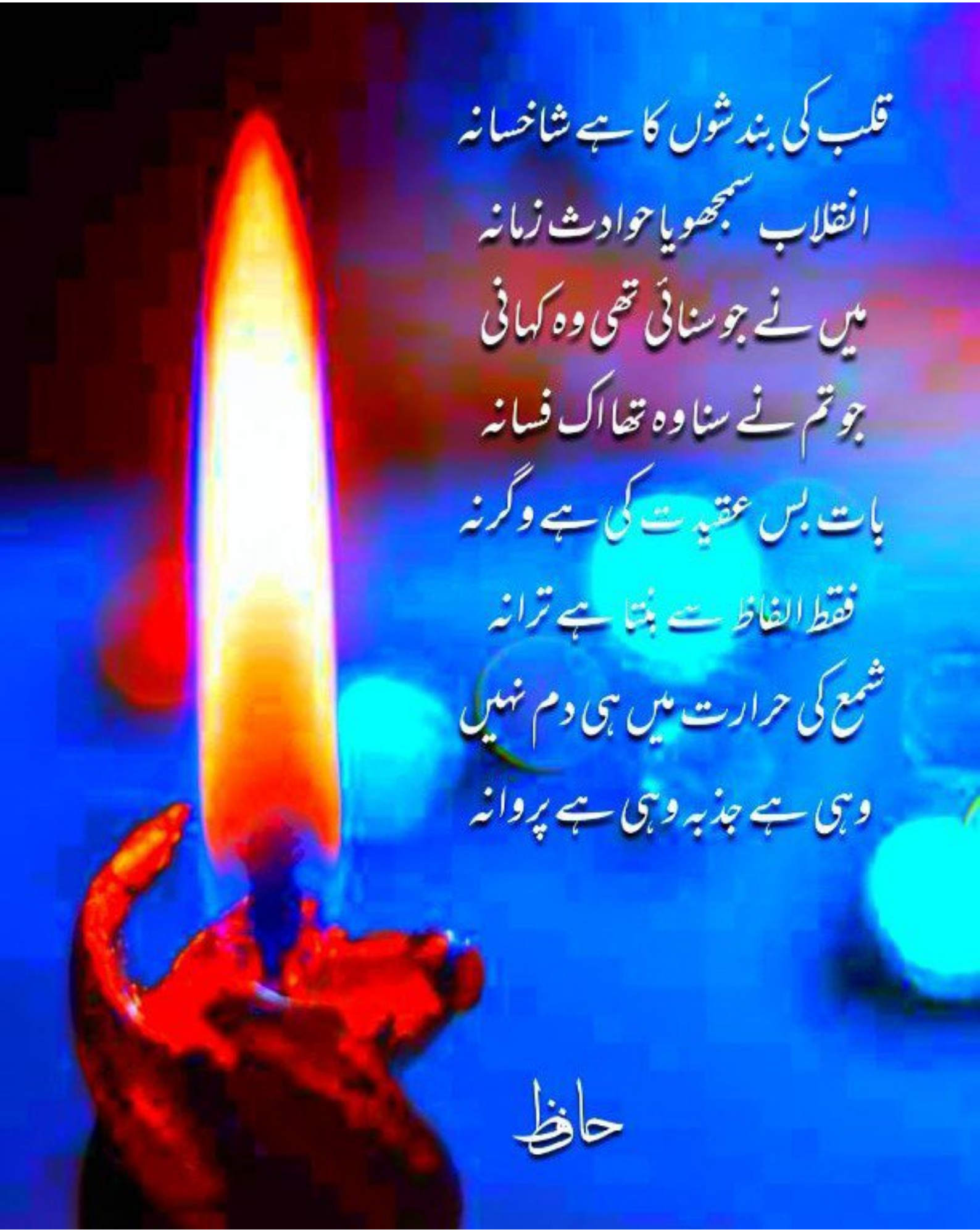
قلب کی بندشوں کا ہے شاخسانہ
انقلاب سمجھو یا حوادث زمانہ
میں نے جو سنائی تھی وہ کہانی
جو تم نے سنا وہ تھا اک فسانہ
بات بس عقیدت کی ہے وگرنہ
فقط الفاظ سے بنتا ہے ترانہ
شمع کی حرارت میں ہی دم نہیں
وہی ہے جذبہ وہی ہے پروانہ
حافظ

تاجرانِ وفا کے گو چل رہے تھے کاروبار
باطل سے لرزا ہوئے عدل کے در و دیوار

نکلے اللہ کے مجاہد بیچ شوخیِ محفل
گونجی نعرہِ تکبیر سن کے صدائے پروردگار

چلتے رہیں گے چکر شیطاں پُر فریب کے
میدانِ کفر میں حق و باطل رہے گا بر سرِ پیکار

حافظ

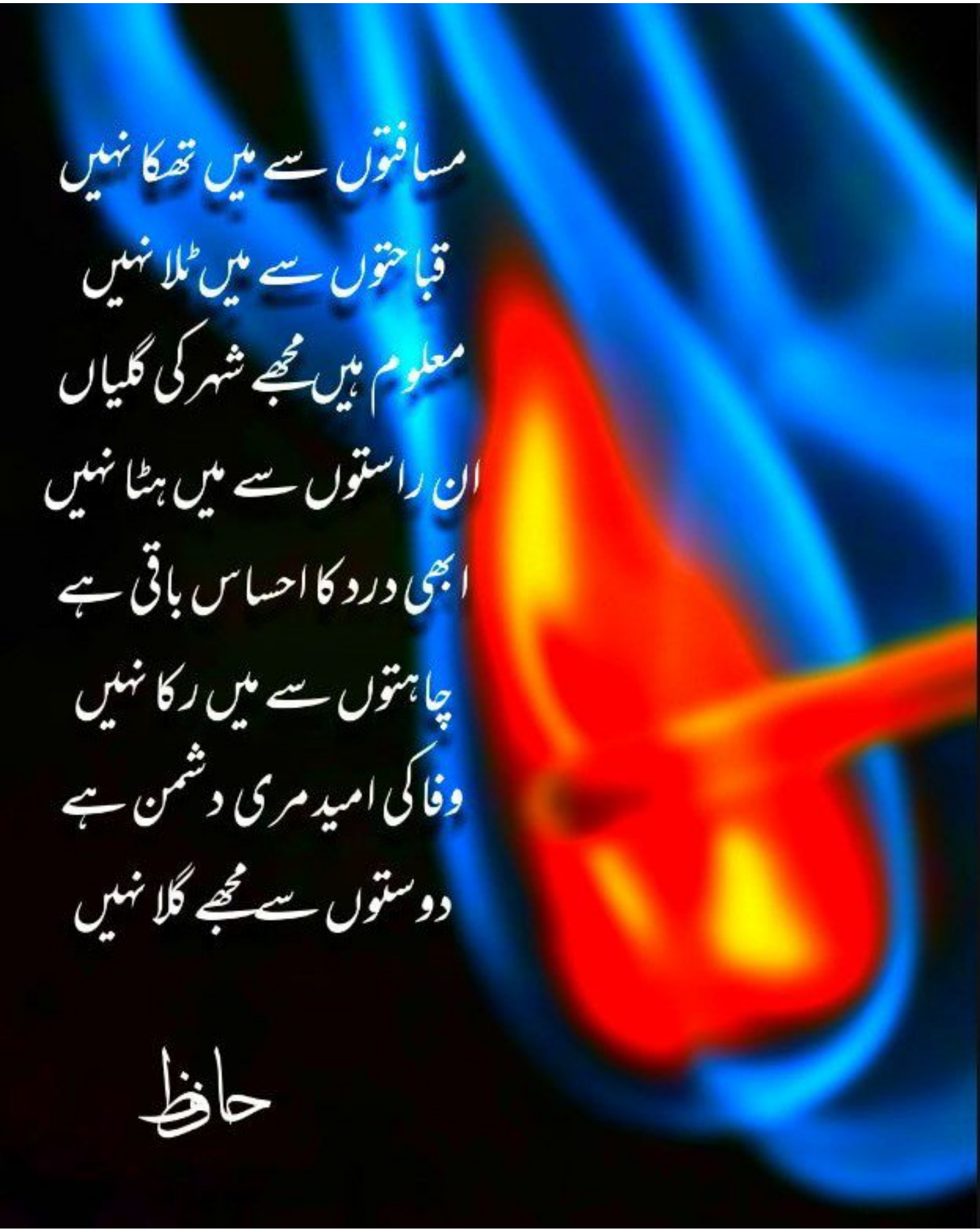
مسافتوں سے میں تھکا نہیں
قباحتوں سے میں ٹلا نہیں
معلوم ہیں مجھے شہر کی گلیاں
ان راستوں سے میں ہٹا نہیں
ابھی درد کا احساس باقی ہے
چاہتوں سے میں رکا نہیں
وفا کی امید مری دشمن ہے
دوستوں سے مجھے گلا نہیں
حافظ

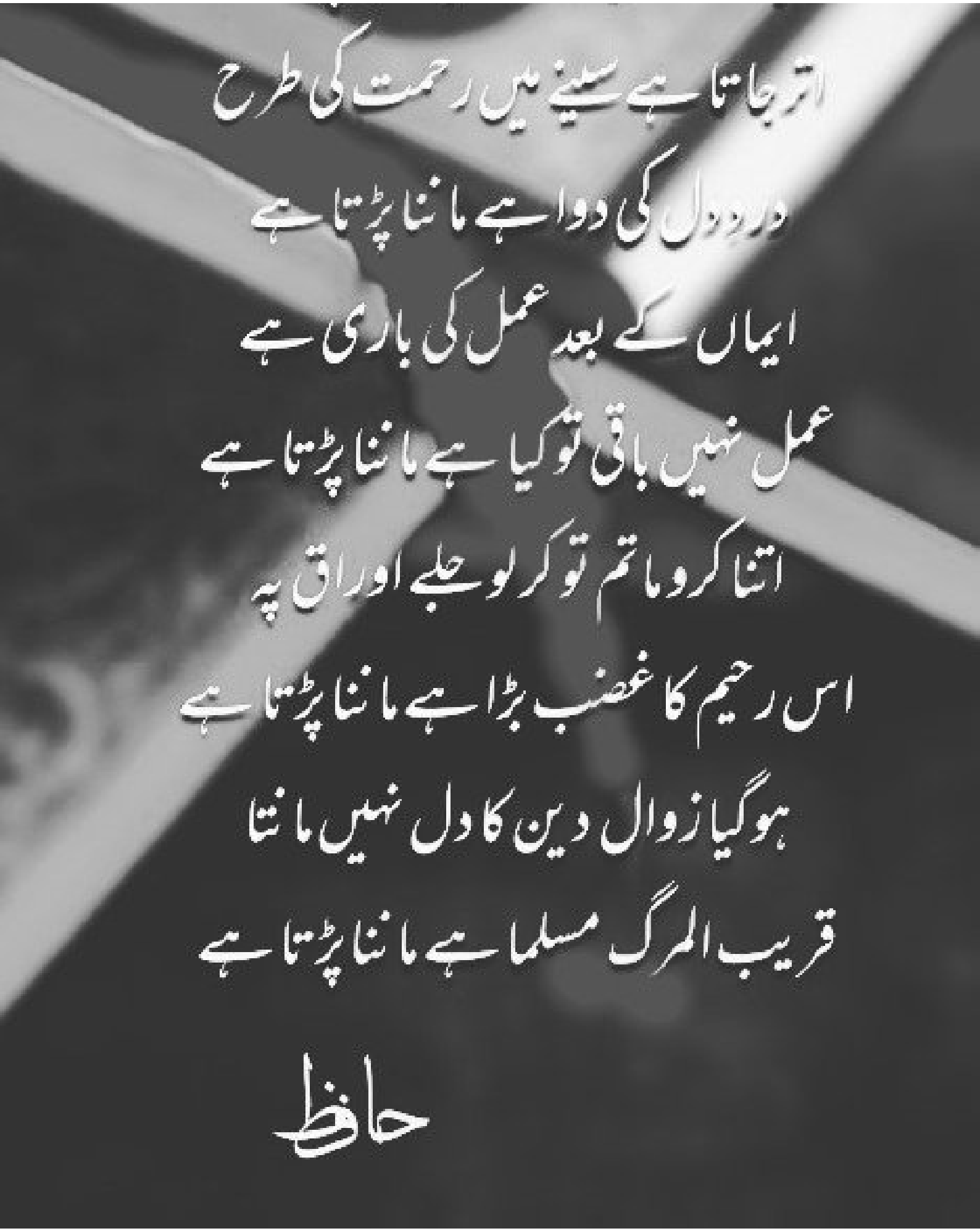
اتر جاتا ہے سینے میں رحمت کی طرح
درد دل کی دوا ہے ماننا پڑتا ہے
ایماں کے بعد عمل کی باری ہے
عمل نہیں باقی تو کیا ہے ماننا پڑتا ہے
اتنا کرو ماتم تو کر لو جلے اوراق پہ
اس رحیم کا غضب بڑا ہے ماننا پڑتا ہے
ہو گیا زوال دین کا دل نہیں مانتا
قریب المرگ مسلما ہے ماننا پڑتا ہے
حافظ

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

مظہر عالم کے بعد قیامت ہوگی
ظہور حق کے بعد عدالت ہوگی
ظلم کی سیاہ رات کا ہوگا غروب
نمود سحر کے بعد راحت ہوگی

حافظ عرفان علی

حافظ

مظہر عالم کے بعد قیامت ہوگی
ظہور حق کے بعد عدالت ہوگی
ظلم کی سیاہ رات کا ہوگا غروب
نمود سحر کے بعد راحت ہوگی

حافظ

مظہر عالم کے بعد قیامت ہوگی
ظہور حق کے بعد عدالت ہوگی
ظلم کی سیاہ رات کا ہوگا غروب
نمود سحر کے بعد راحت ہوگی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

مظہر عالم کے بعد قیامت ہوگی
ظہور حق کے بعد عدالت ہوگی
ظلم کی سیاہ رات کا ہوگا غروب
نمود سحر کے بعد راحت ہوگی

حافظ عرفان علی

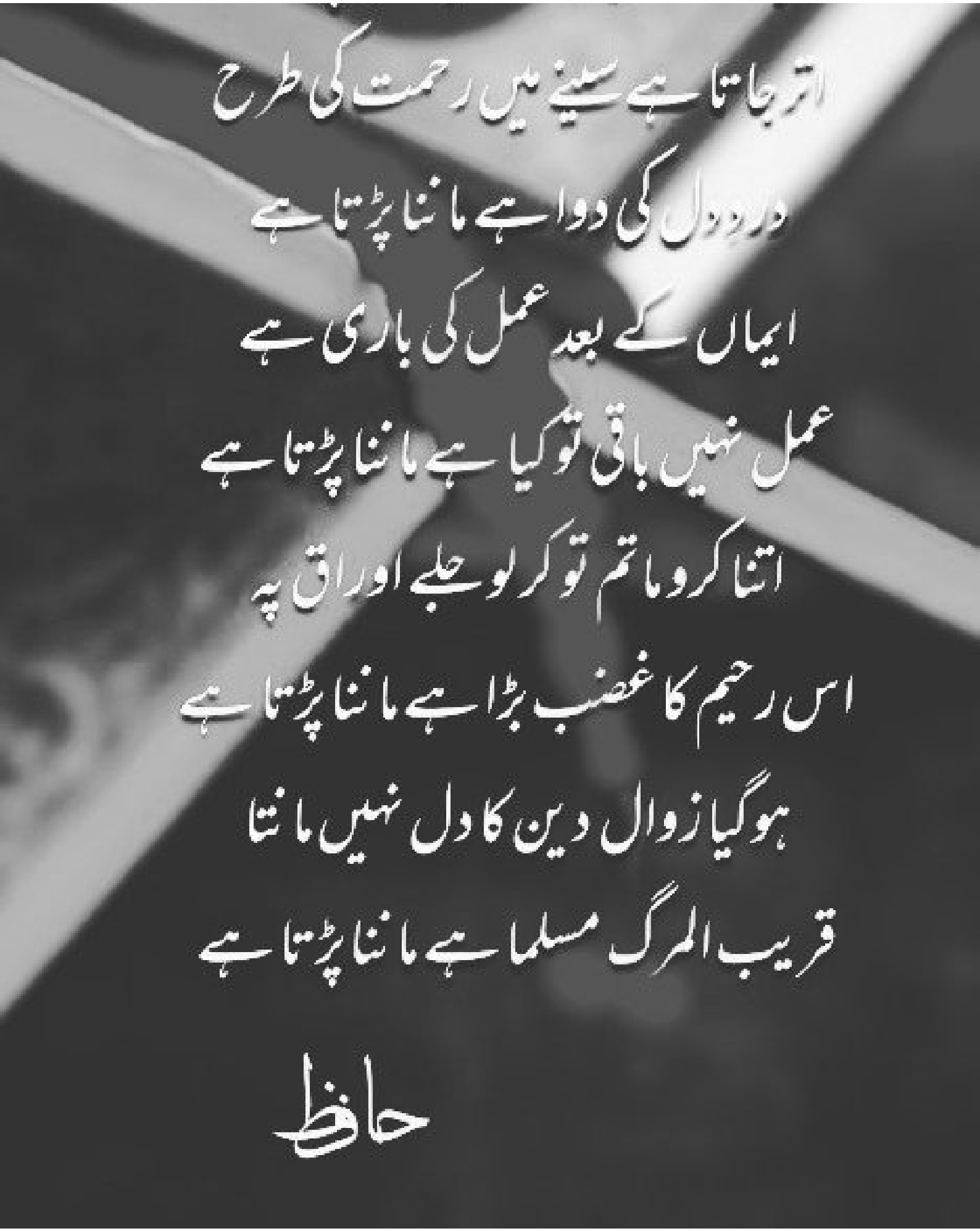
اتر جاتا ہے سینے میں رحمت کی طرح
درد دل کی دوا ہے ماننا پڑتا ہے
ایماں کے بعد عمل کی باری ہے
عمل نہیں باقی تو کیا ہے ماننا پڑتا ہے
اتنا کرو ماتم تو کر لو جلے اوراق پہ
اس رحیم کا غضب بڑا ہے ماننا پڑتا ہے
ہو گیا زوال دین کا دل نہیں مانتا
قریب المرگ مسلما ہے ماننا پڑتا ہے
حافظ

قفس پر میں ہے مری جان
قفس پر میں ہے مری جان

ہاں میں ہوں نہ کسی کا غلام
ہاں میں ہوں نہ کسی کا غلام

حافظ

عشق میں صبر کے گھونٹ پینے والے زہر پیتے ہیں
پھر چاہے جیتے رہیں زندگی زندگی کھیل کر
حافظ

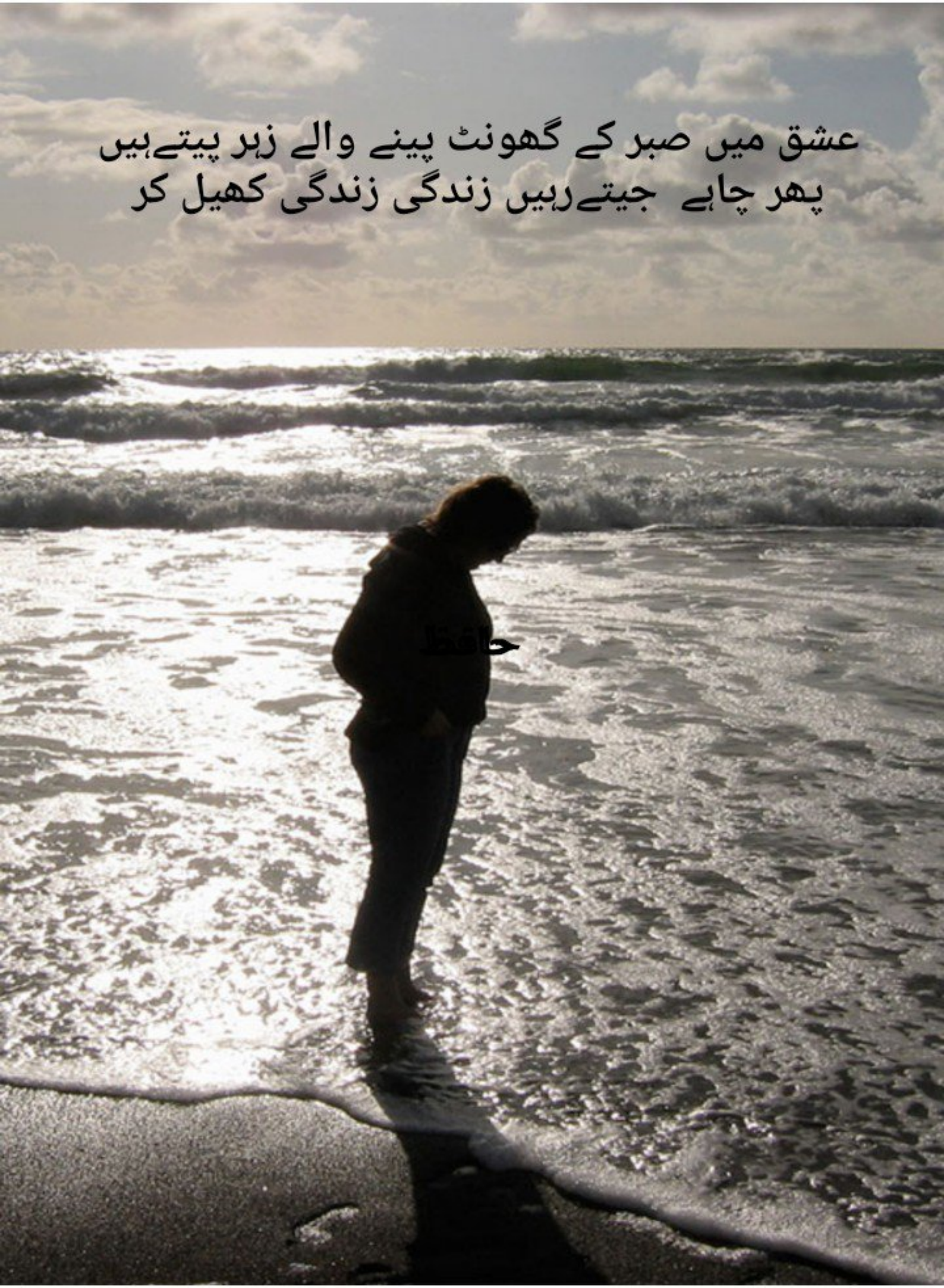
عشق میں صبر کے گھونٹ پینے والے زہر پیتے ہیں
پھر چاہے جیتے رہیں زندگی زندگی کھیل کر
حافظ

جفاؤں کا تذکرہ اب چھوڑ دینا ہے
ہم نے یہ جھگڑا اب چھوڑ دینا ہے
اچھا ٹھیک یہی بہار کا موسم ہے
مجھے انکار کا فقرہ اب چھوڑ دینا ہے

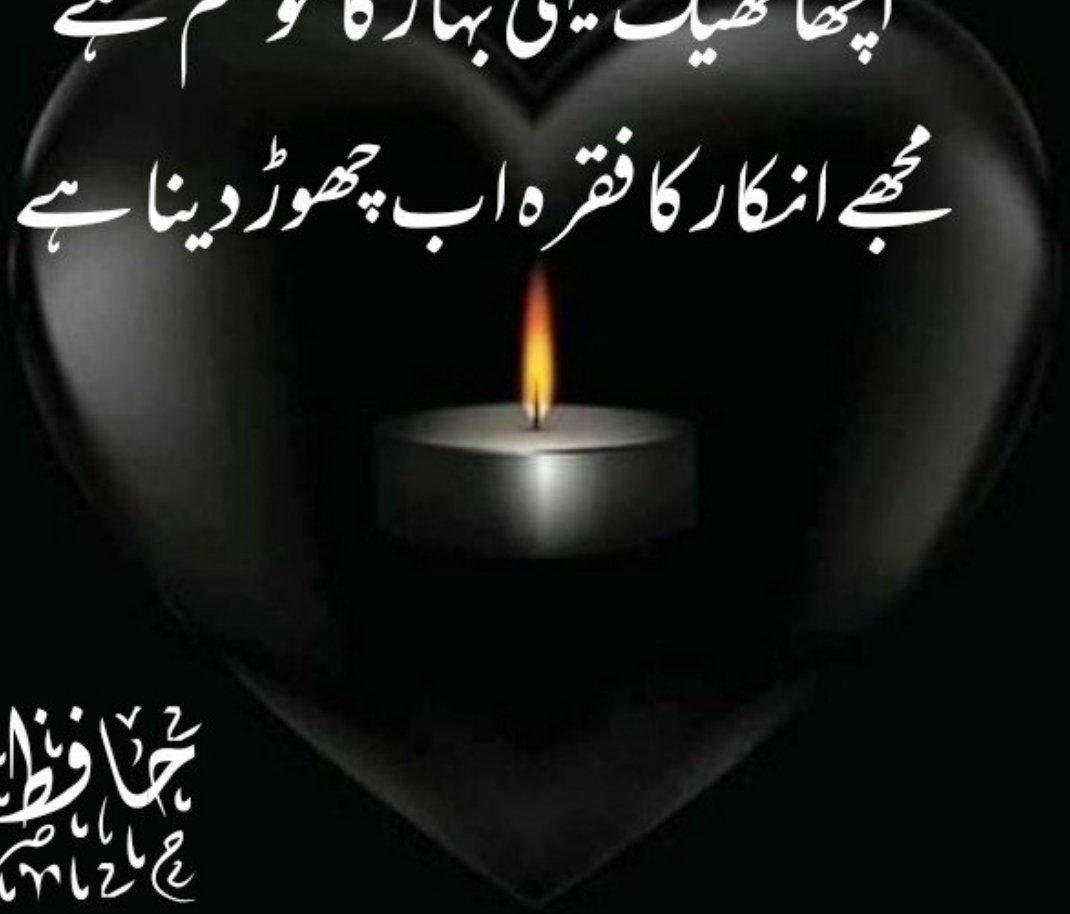

حافظ

اتنی آسانی سے ہوتی نہیں ہیں قومیں مغلوب
شہر کی فصیلیں گرتی ہیں غلامی کے زور پر

حافظ

قوم کے معماروں کو کھا گئی روٹی
غریب کی زمین پہ افلاس کا ہے قبضہ

حافظ

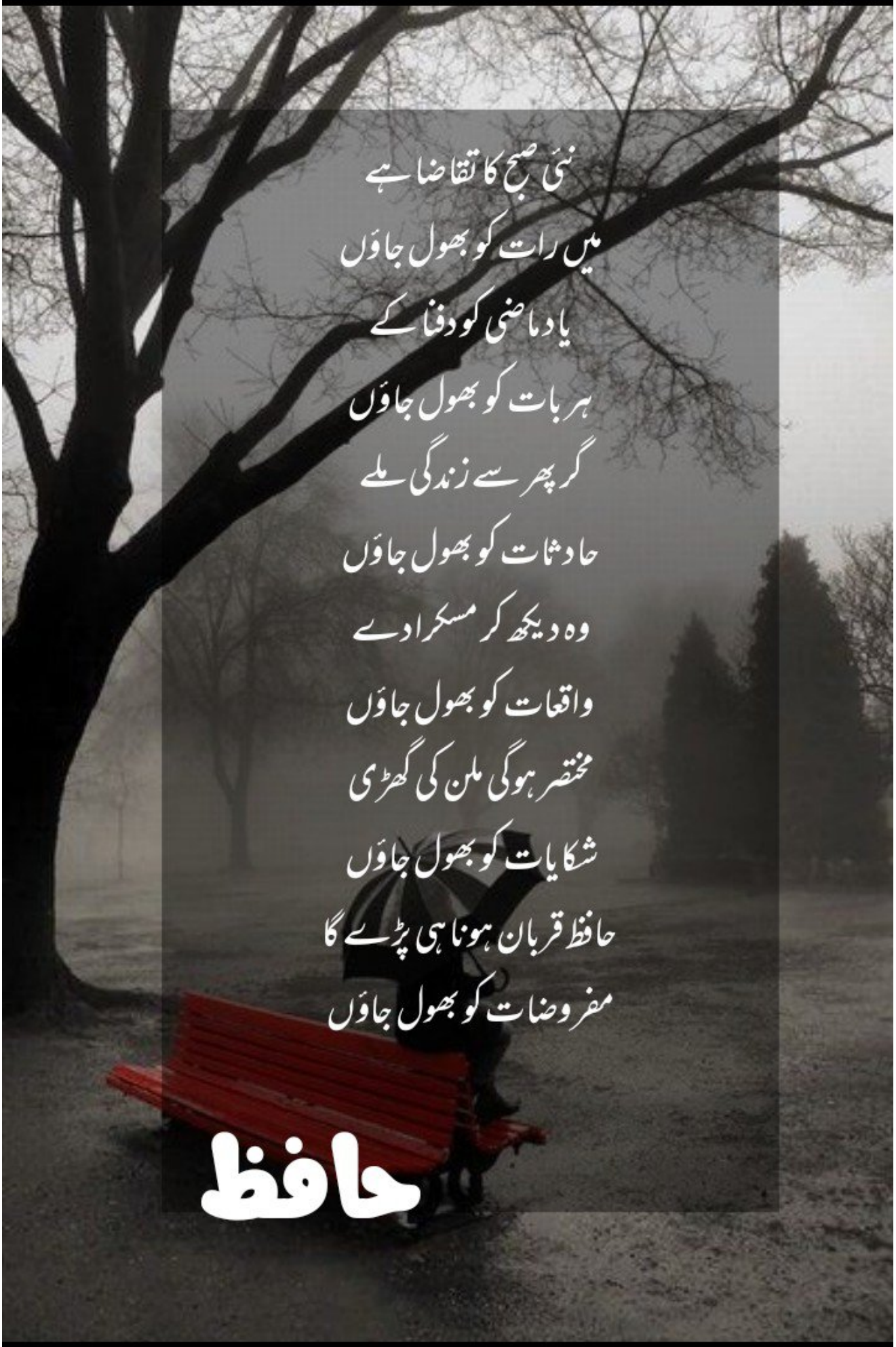
نئی صبح کا تقاضا ہے
میں رات کو بھول جاؤں
یا دماضی کو دفنا کے
ہر بات کو بھول جاؤں
گر پھر سے زندگی ملے
حادثات کو بھول جاؤں
وہ دیکھ کر مسکرا دے
واقعات کو بھول جاؤں
مختصر ہوگی ملن کی گھڑی
شکایات کو بھول جاؤں
حافظ قربان ہونا ہی پڑے گا
مفروضات کو بھول جاؤں
حافظ

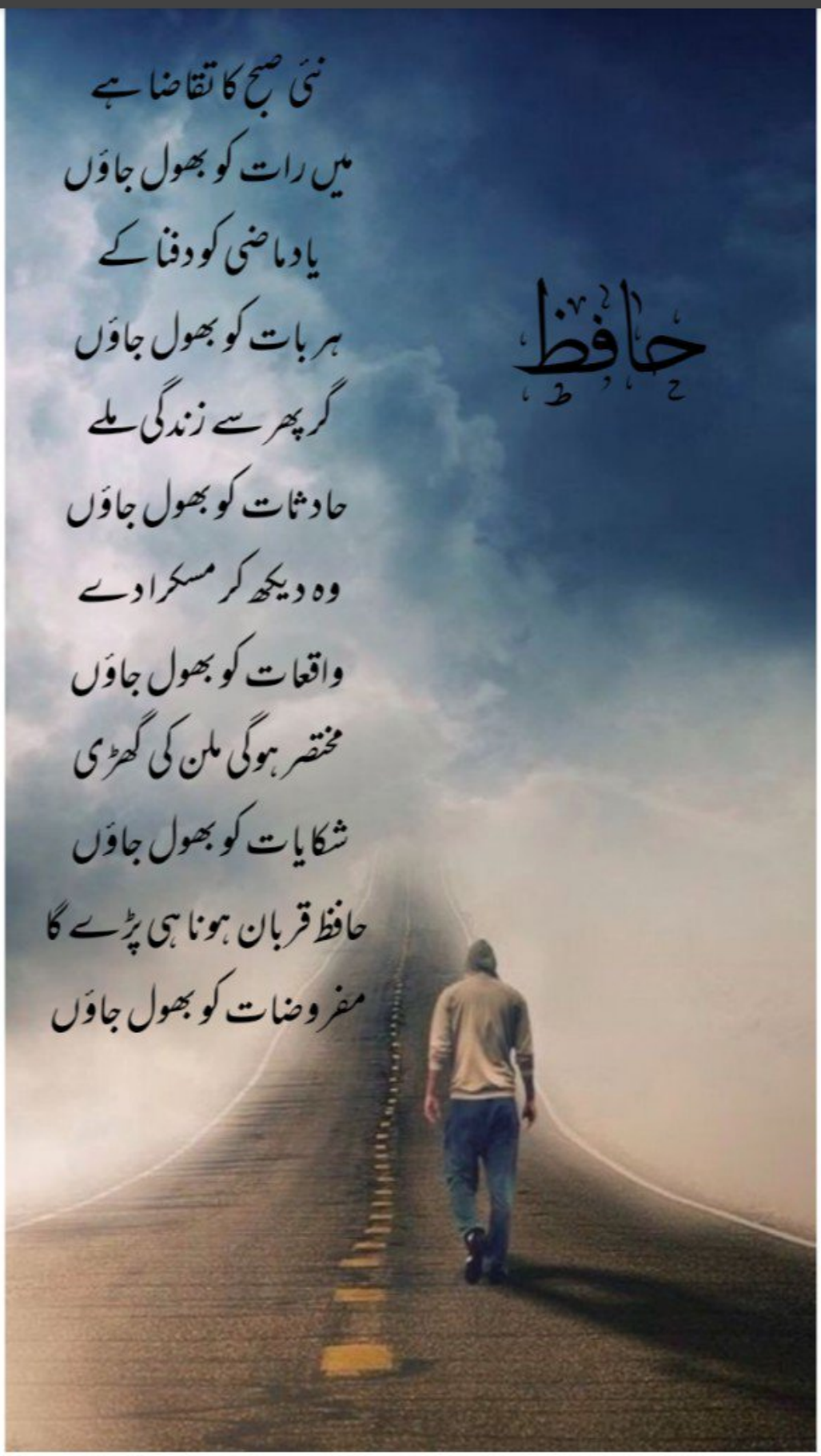

DELETE
SHARE
DONE

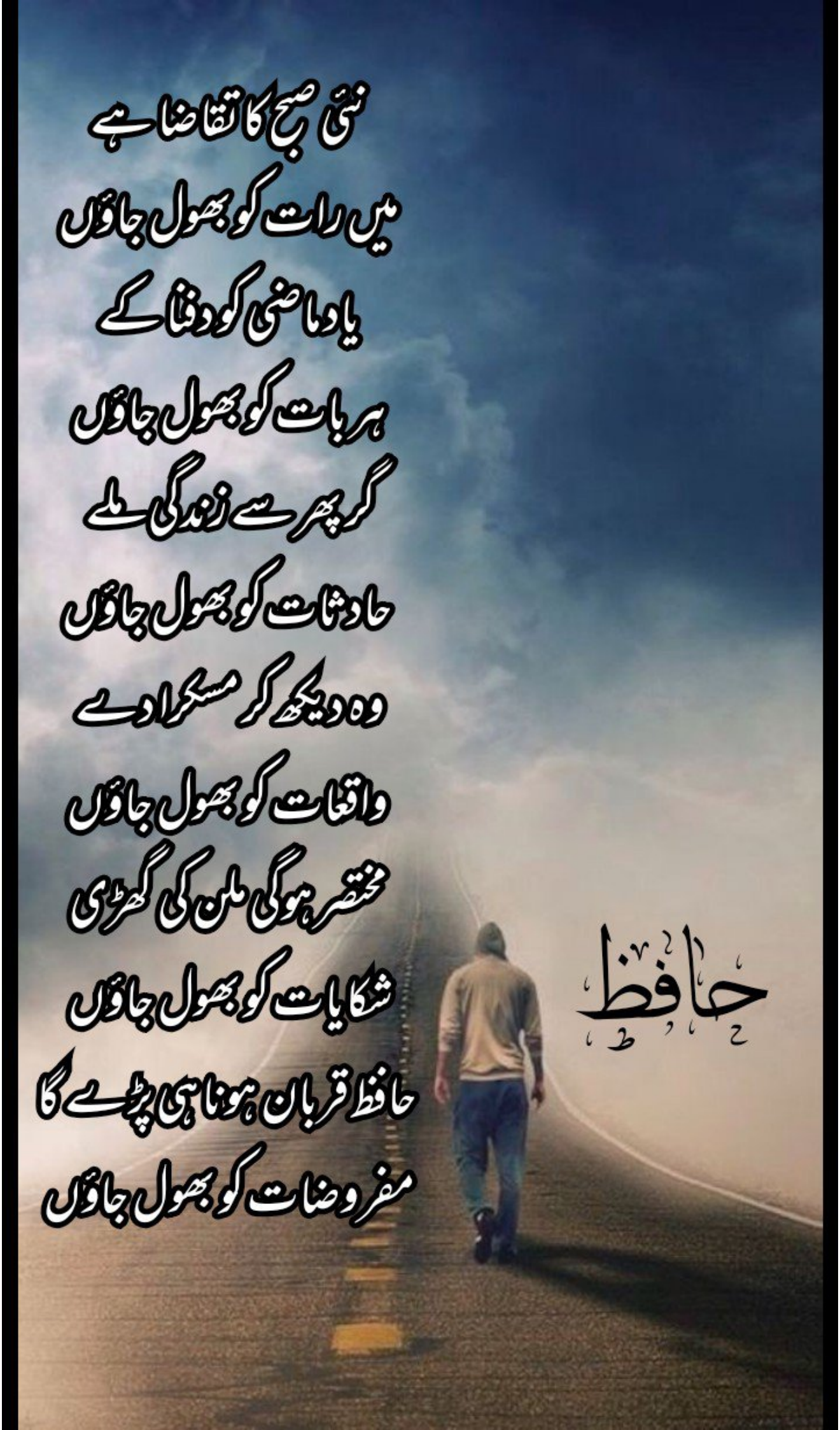
نئی صبح کا تقاضا ہے
میں رات کو بھول جاؤں
یادِ ماضی کو دفنا کے
ہر بات کو بھول جاؤں
گر پھر سے زندگی ملے
حادثات کو بھول جاؤں
وہ دیکھ کر مسکرا دے
واقعات کو بھول جاؤں
مختصر ہو گی ملن کی گھڑی
شکایات کو بھول جاؤں
حافظ قربان ہونا ہی پڑے گا
مفروضات کو بھول جاؤں
حافظ

حافظ
اب کسی جواب کی ضرورت کیو نکر مجھے
میں نے دیکھا سحر کو رات میں آتے ہوئے

اسے کہہ دو منتظر ہے کوئی
کسی حادثے کا اثر ہے کوئی
تیز ہوا اٹھتی ہوئی موجیں
نئے طوفاں کی خبر ہے کوئی

حافظ

مرے حوصلے پہ مسکرایا تھا بڑے فخر سے
دل کے کسی پہلو میں لپٹا ہوا ہو کوئی جیسے

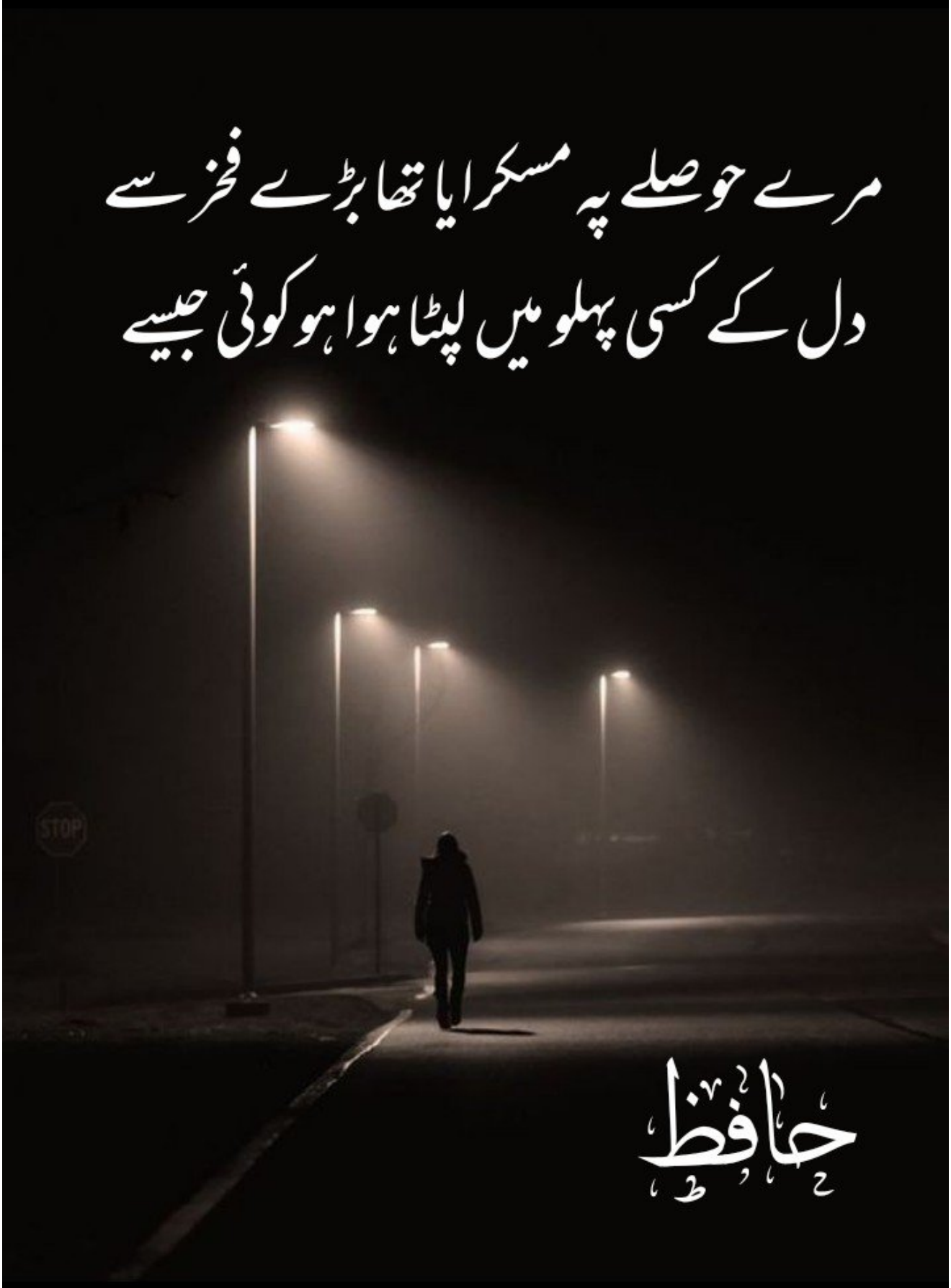

حافظ

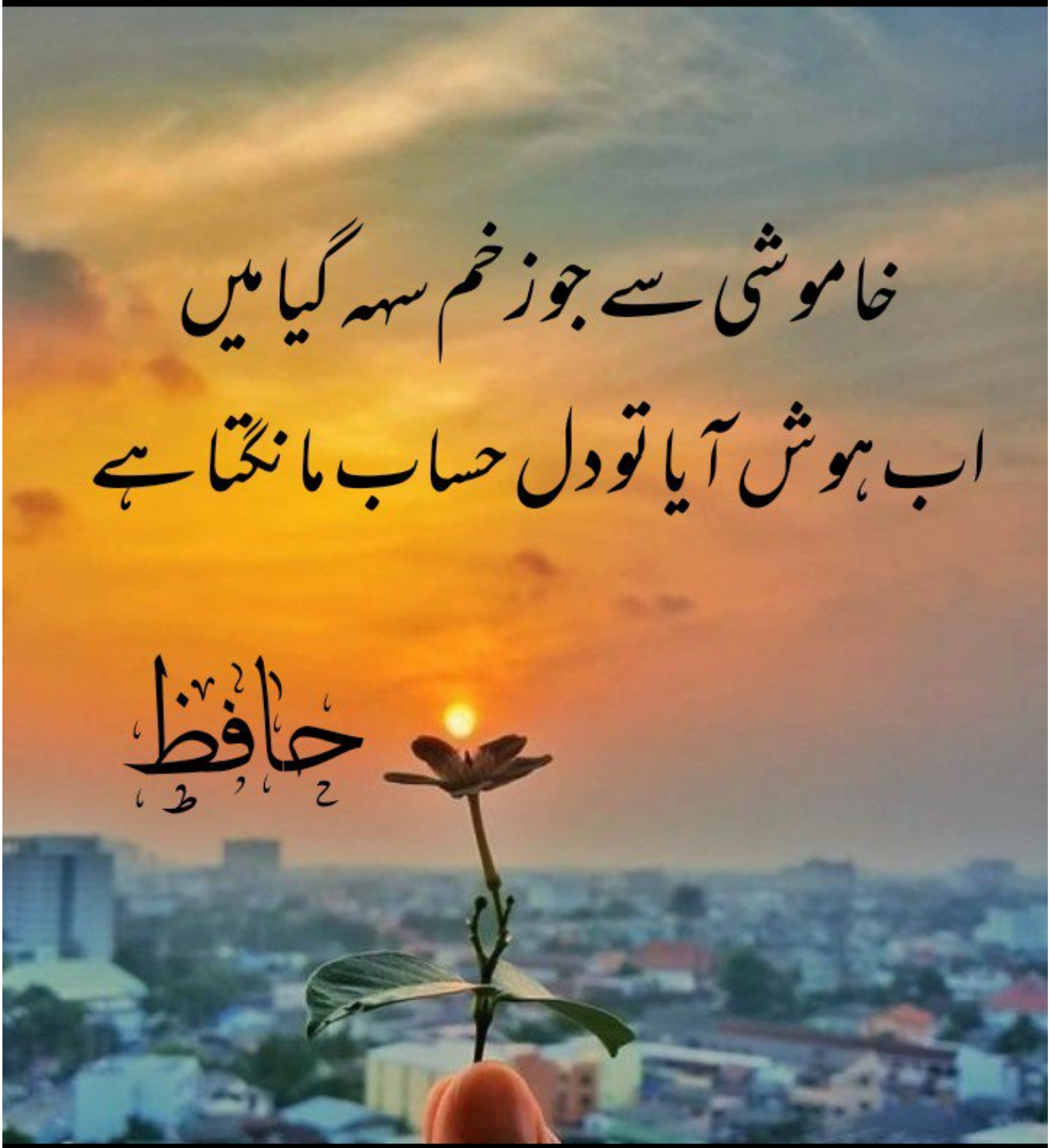
خاموشی سے جو زخم سہہ گیا میں
اب ہوش آیا تو دل حساب مانگتا ہے
حافظ

وہ خیال جس حال میں جیتے ہیں لوگ
نہ جانے کس خیال میں جیتے ہیں لوگ
بڑی ہی جفاکش ہیں انسان کی سوچیں
عمر بھر اک ملال میں جیتے ہیں لوگ
سو بار ٹوٹ کر بن جاتے ہیں دوبارہ
امیدوں کے زوال میں جیتے ہیں لوگ
کیوں زندگی انہیں جینے نہیں دیتی
حسرتوں کے ابال میں جیتے ہیں لوگ
آزمائشوں سے نکل کر امتحاں اور ہیں
آدمی کا عروج ہے کمال میں جیتے ہیں لوگ

حافظ

سوچوں تو آفتاب کی طرح ہوں
بولوں تو مہتاب کی طرح ہوں
ابن آدم کی تخلیق کا عروج ہوں
دیکھوں تو عقاب کی طرح ہوں

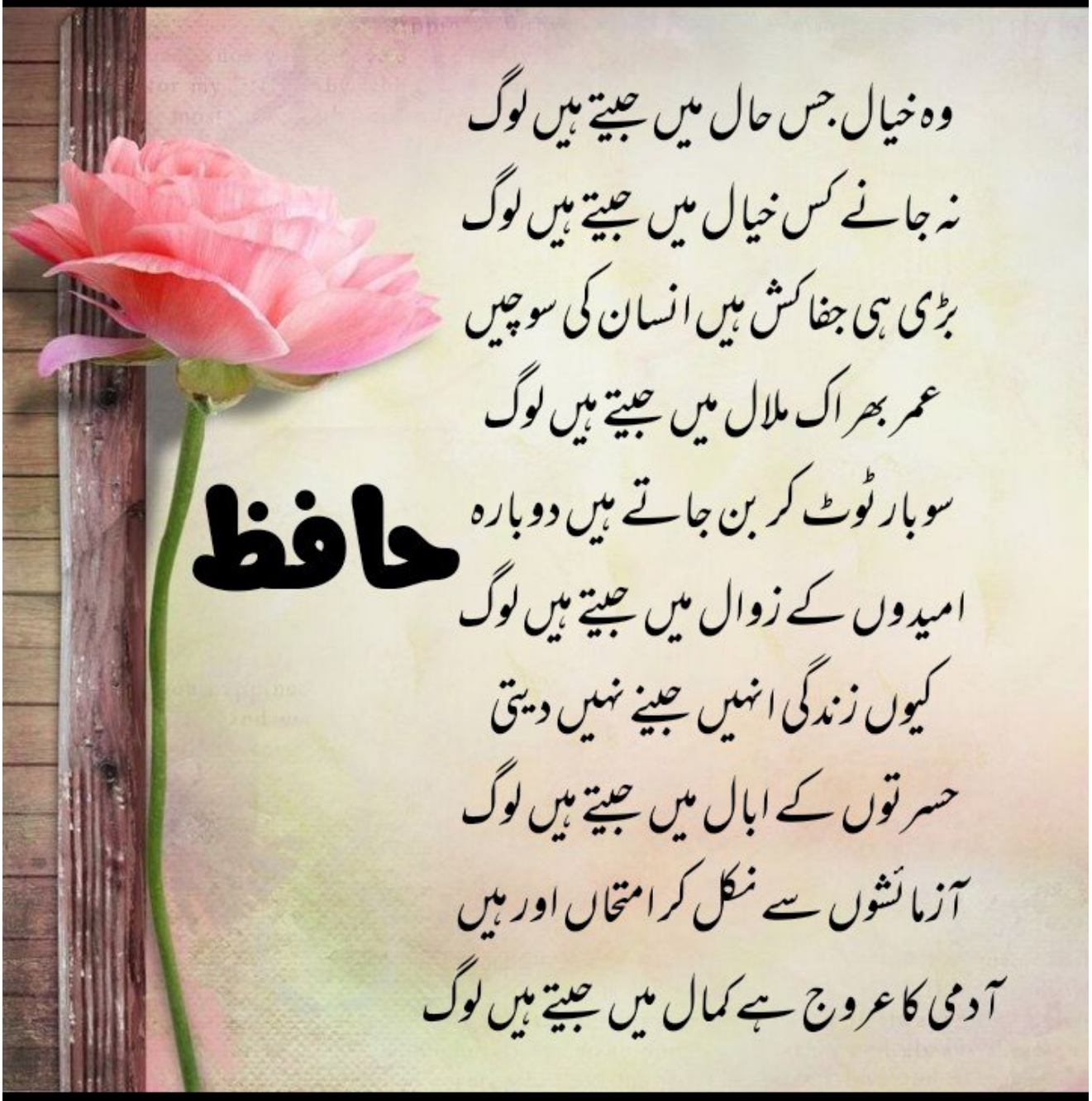
وہ خیال جس حال میں جیتے ہیں لوگ
نہ جانے کس خیال میں جیتے ہیں لوگ
بڑی ہی جفاکش ہیں انسان کی سوچیں
عمر بھر اک ملال میں جیتے ہیں لوگ
سو بار ٹوٹ کر بن جاتے ہیں دوبارہ
حافظ
امیدوں کے زوال میں جیتے ہیں لوگ
کیوں زندگی انہیں جینے نہیں دیتی
حسرتوں کے ابال میں جیتے ہیں لوگ
آزمائشوں سے نکل کر امتحاں اور ہیں
آدمی کا عروج ہے کمال میں جیتے ہیں لوگ

میں نے سجا رکھی ہیں خواہشیں اپنے اردگرد
اتنی سی تو جائز ہے یہ نمود و نمائش ع ع

حافظ ناصر

حافظ ناصر
اس کے قدموں کی صدا سنائی دیتی ہے
سوکھے پتوں کی سرسراہٹ کی طرح

سینے میں نہ ہو دل انسان کچھ بھی نہیں
قرآن کے سوا مسلمان کچھ بھی نہیں
زندگی کا ہر دن اسی کی امانت ہے
خدا کے بغیر یہ جہان کچھ بھی نہیں
یوں تو موجود ہیں اس زمیں پہ لاکھوں
انسانیت نہ رہے انسان کچھ بھی نہیں
زندہ ہیں لوگ بھر رہے ہیں پیٹ اپنا
آدمی نہ بنے تو جان کچھ بھی نہیں

حافظ

سینے میں نہ ہو دل انسان کچھ بھی نہیں
قرآں کے سوا مسلمان کچھ بھی نہیں
زندگی کا ہر دن اسی کی امانت ہے
خدا کے بغیر یہ جہان کچھ بھی نہیں
یوں تو موجود ہیں اس زمیں لاکھوں
انسانیت نہ رہے انسان کچھ بھی نہیں
زندہ ہیں لوگ بھر رہے ہیں پیٹ اپنا
آدمی نہ بنے تو جان کچھ بھی نہیں

حافظ

خود فریبی نے ہمیں جینے نہ دیا
ہم نے جو دیکھا کبھی ویسا نہ تھا
حافظ

حافظ
مطلب پرستی میں دور نکل گئی ہے دنیا
اپنے لیے بھی لوٹ کے آتے نہیں ہیں لوگ

مایوسی کی باتیں تو نہیں کرتا
مگر حقیقت سے بھاگ نہیں سکتا
میں کیونکر اٹھاؤں سوئے ہوؤں کو
زمیں میں سونے والا جاگ نہیں سکتا

حافظ

قتل انساں انسانیت کازوال ہے
رزق کا فقداں معیشت کا زوال ہے
جہاں مشکل ہوں لوگوں کے ایام
وہاں حکمراں حکومت کا زوال ہے

حافظ

قتل کی سازش میں ہاتھ کس کا ہے
ڈھونڈو قاتل کے نشاں مرے لوگو
شہر کنارے آواز دے رہا ہے کوئی
مقتل میں پھنسی ہے جاں مرے لوگو
میں گھر لوٹ کے آؤں تو آؤں کیسے
پروانہ موت در پہ آویزاں مرے لوگو

حافظ

تصور جاں کھو گئی غبار کے پیچھے ؏

دل ویراں میں وحشت سمائی ہے

حافظ

کھلونے ڈھونڈتا ہوں جی لگانے کو
ٹوٹے ہوئے دل کا مداوا چاہتا ہوں

حافظ

جب چاند ڈوبنے لگے گا
ڈوب جائے گے ستارے
جب انسانیت جلنے لگے گی
زمیں اگلے گی انگارے
جب خواب ٹوٹنے لگے گے
آنکھیں ٹپکے گی سرخ دھارے

حافظ

ہر آدمی اک دائرے میں ہے مقید
تیرا جہاں اور ہے میرا جہاں مختلف

حافظ

عجیب ہیں حافظ اس شہر کے لوگ
کہ سنتے ہیں مگر بولتے نہیں ؏

حافظ

مری آنکھ ٹھہری بے حیا

میری ذات نکلی بے وفا

میری سوچ بھی بے اصول

مری روح جیسے ہے، ہوا

مرا شوق ہے حصولِ دنیا

مری راہ دیکھے بت کدہ

مرا دن طلوعِ ظلمات ہے

مری رات نمودِ معصیت نما

مرا دل چاہتوں سے غافل

مرا عشق شورِ پازیب پاہَ

مرا دین بھی ادھورا ہے

مرا قبلہ بنا وحشت کدہ

پھر بھی غافل نہیں یاد سے

مری پیشانی مری ہے سجدہ گاہ

حافظ

نغمۂ جاں کے چھڑ گئے ساز دردناک
طلبِ تمنا میں زندگی ہوئی شرمناک

آوارگی نے کیا رسوا شہر کی گلیوں میں
حسرتوں کے بھکاری سر راہ ہوئے ہلاک

درسِ ایماں سے قائم تو رہے حوصلے
رسمِ زمانہ نے اتاری خودی کی پوشاک

بہت زور تھا ارادوں میں مرے
آزمائش کے زنداں میں ملی سزا عبرتناک

حافظ

بحر کی موجوں میں کدھر جاؤں

بڑی تیز ہے ہوا جدھر جاؤں

قطرہ پانی ہوں بحر حیات میں

حقیر نہیں کہ سمندر میں اتر جاؤں

پہنچا نہیں ابھی پیاسے لبوں تلک

کہتی ہے ہوا بادلوں میں بکھر جاؤں

مٹی ہوں بہہ سکتا ہوں پانیوں میں

خاکی ہیں عناصر کیونکر سنور جاؤں

نہ ہوگی ختم آوارگی منزل مقصود تک

خالی ہاتھ میں کس طرح گھر جاؤں

حافظ

طلوعِ شام کے بعد سحر ڈھل گئی
کتنی خاموشی سے تقدیر بدل گئی

گناہ کی سیاہی سے بدنماں ہیں چہرے
پیشانیوں کی چمک جیسے دُھل گئی

تُل رہے ہیں عمل فیصلوں کے ترازو میں
جزا کی عدالت عرش تلے کھلُ گئی

ظلم کی آگ سے فروزاں ہیں نفرت کے دیپ
شر کی حرارت سے شمع محبت پِگھل گئی

حافظ

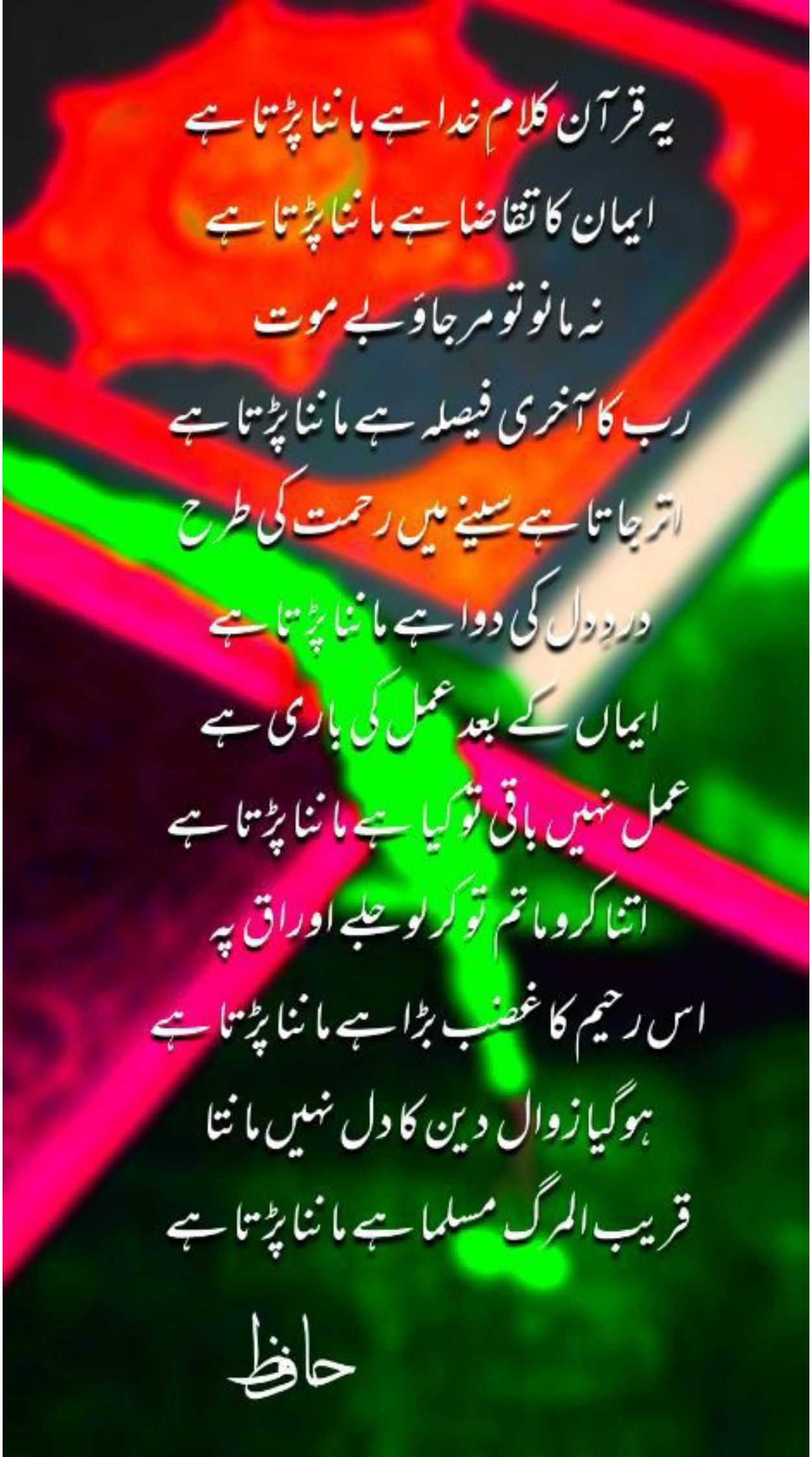
یہ قرآن کلامِ خدا ہے ماننا پڑتا ہے
ایمان کا تقاضا ہے ماننا پڑتا ہے
نہ مانو تو مر جاؤ بے موت
رب کا آخری فیصلہ ہے ماننا پڑتا ہے
اتر جاتا ہے سینے میں رحمت کی طرح
دردِ دل کی دوا ہے ماننا پڑتا ہے
ایماں کے بعد عمل کی باری ہے
عمل نہیں باقی تو کیا ہے ماننا پڑتا ہے
اتنا کرو ماتم تو کر لو جلے اوراق پہ
اس رحیم کا غضب بڑا ہے ماننا پڑتا ہے
ہو گیا زوال دین کا دل نہیں مانتا
قریب المرگ مسلما ہے ماننا پڑتا ہے
حافظ

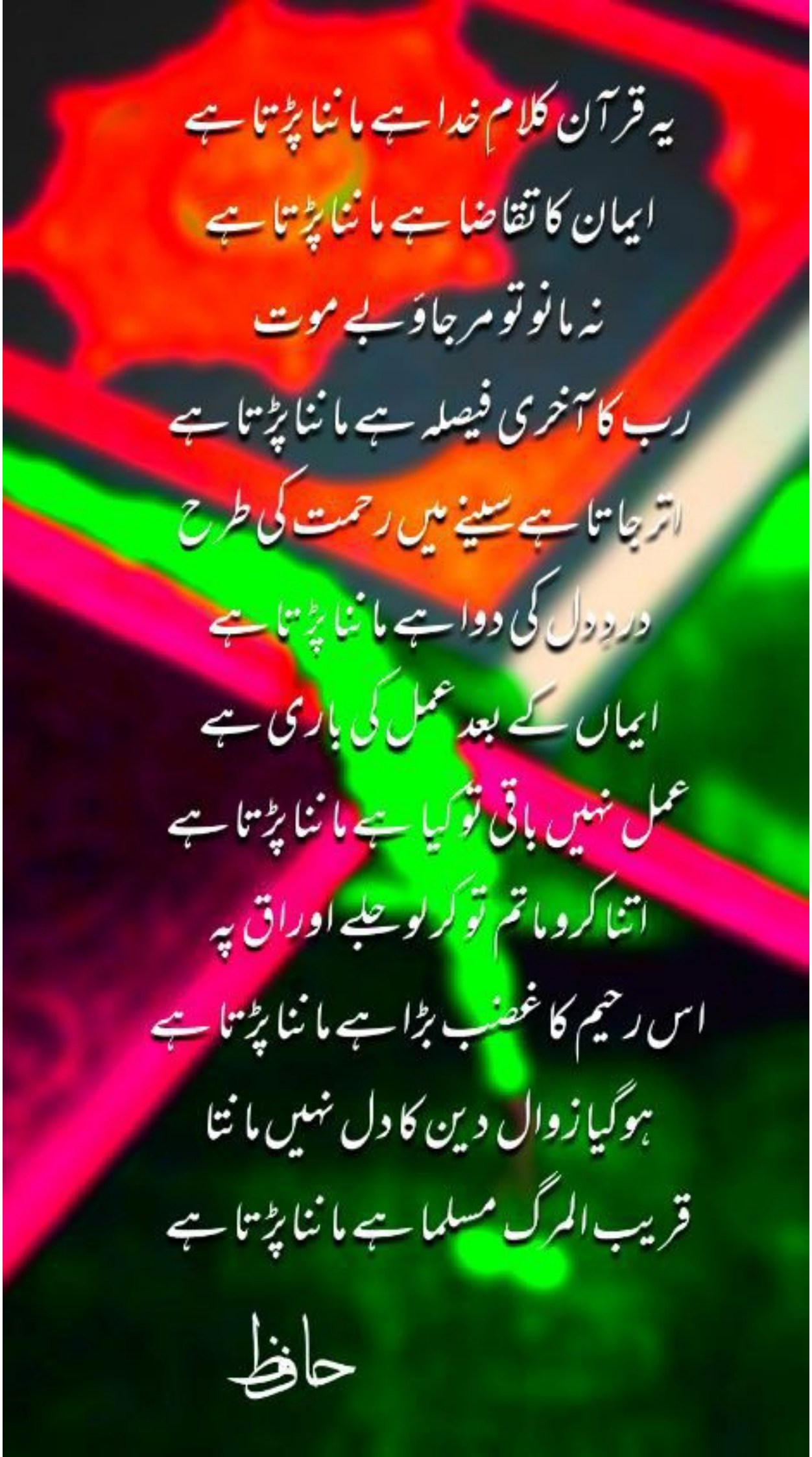
یہ قرآن کلامِ خدا ہے ماننا پڑتا ہے
ایمان کا تقاضا ہے ماننا پڑتا ہے
نہ مانو تو مر جاؤ بے موت
رب کا آخری فیصلہ ہے ماننا پڑتا ہے
اتر جاتا ہے سینے میں رحمت کی طرح
دردِ دل کی دوا ہے ماننا پڑتا ہے
ایماں کے بعد عمل کی باری ہے
عمل نہیں باقی تو کیا ہے ماننا پڑتا ہے
اتنا کرو ماتم تو کر لو جلے اوراق پہ
اس رحیم کا غضب بڑا ہے ماننا پڑتا ہے
ہو گیا زوال دین کا دل نہیں مانتا
قریب المرگ مسلما ہے ماننا پڑتا ہے
حافظ

بد نما چھلاوے مرے ساتھ ہیں
کچھ پچھتاوے مرے ساتھ ہیں
مجھے یقین تھا تم ساتھ دوگے
مگر بہکاوے مرے ساتھ ہیں
نہ تھا آئینے میں کوئی درمیاں
سمجھا دکھاوے مرے ساتھ ہیں
اتار دی احساس کی ردا جب دیکھا
درد کے پہناوے مرے ساتھ ہیں

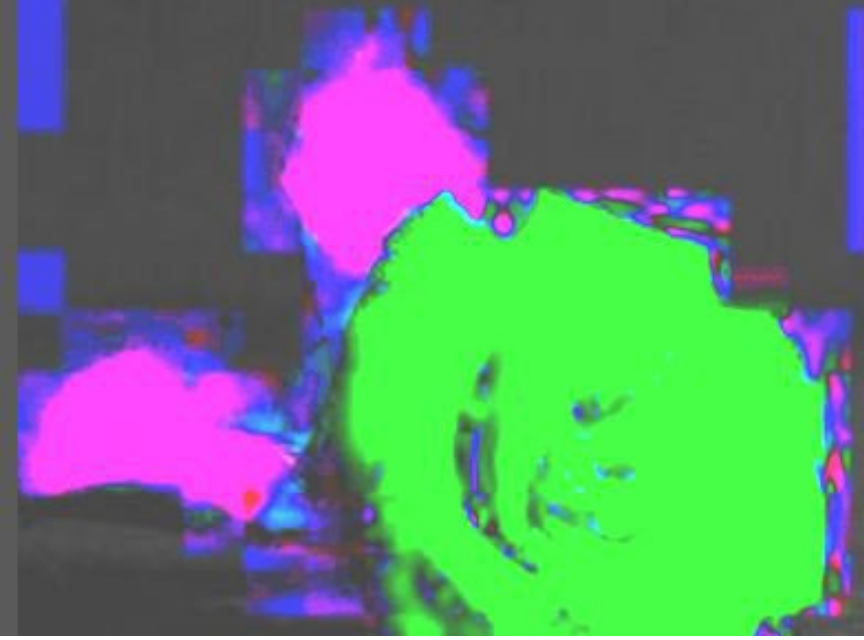

حافظ

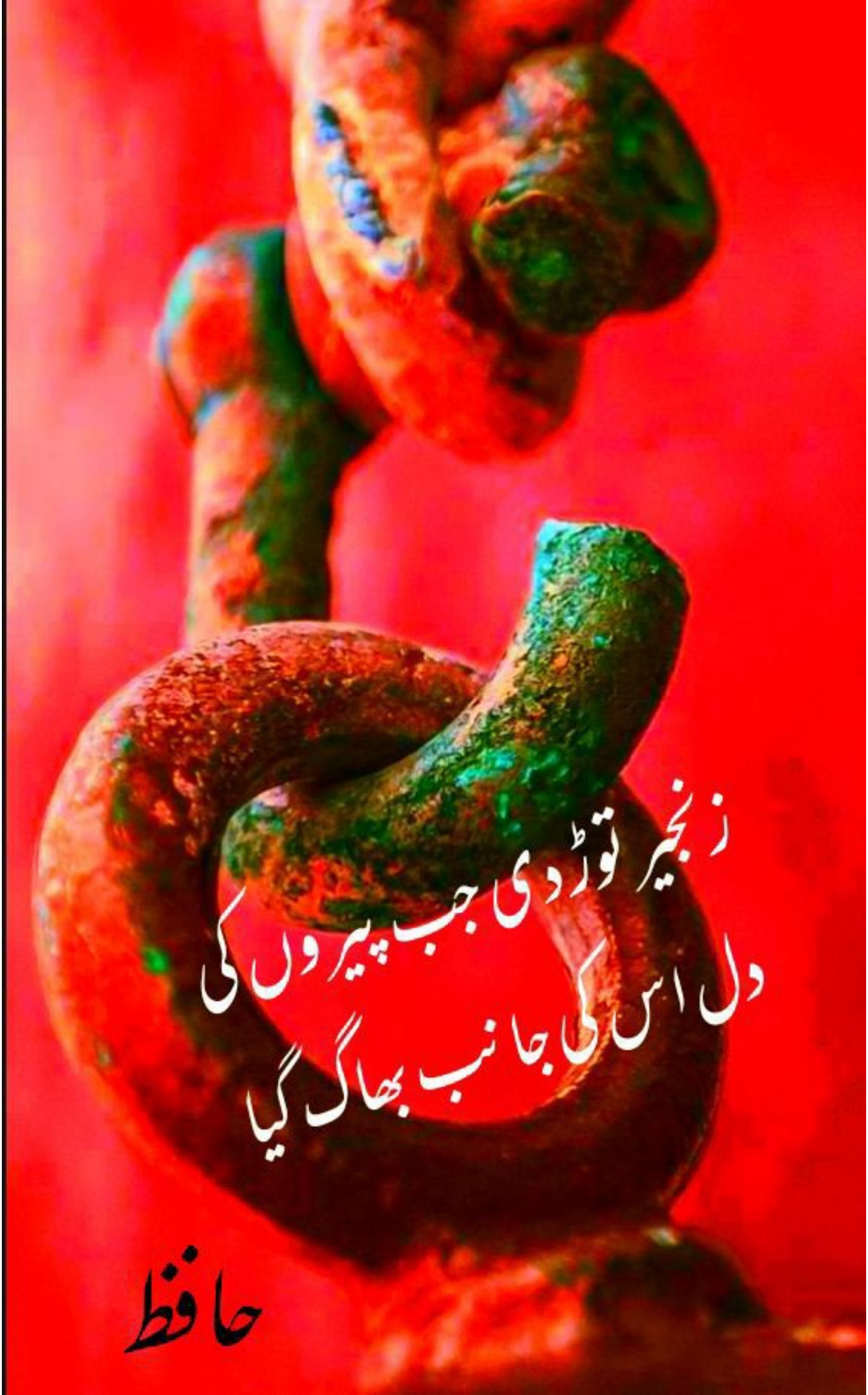
زنجیر توڑ دی جب پیروں کی
دل اس کی جانب بھاگ گیا
حافظ

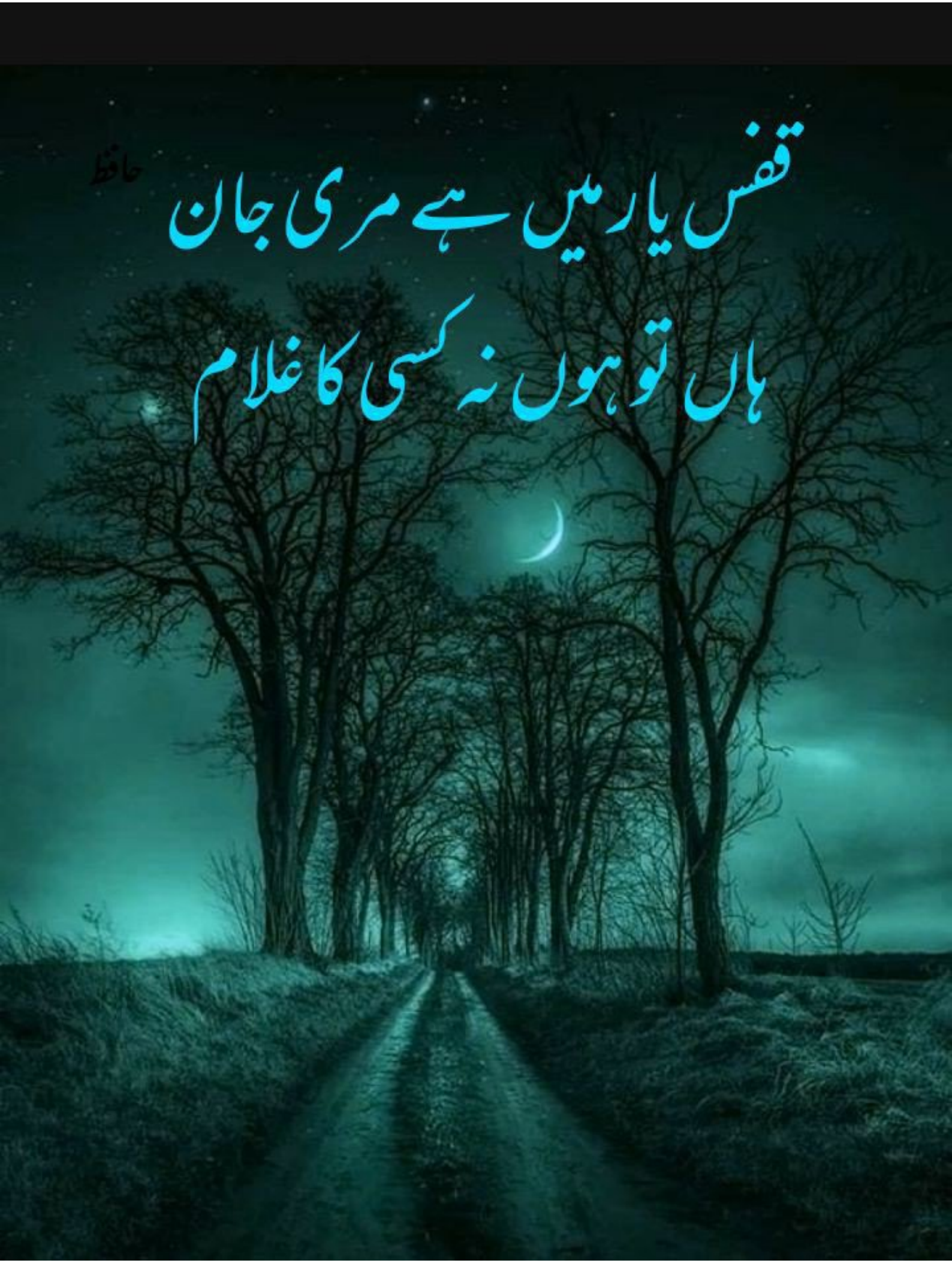
قفس یار میں ہے مری جان
ہاں تو ہوں نہ کسی کا غلام
حافظ

گر مجھ سے گلہ ہے آ مجھ سے ملاقات کر
تو کیا چاہتا ہے آ مجھ سے کوئی بات کر ع
بتا دے مجھے تیری خوشی کس میں ہے
کسی فرصت کے دن مرے گھر رات کر
سکھا دے عشق کے اب سارے رموز
مری بے بسی دیکھ تو اپنے کمالات کر ع
چلہ کشی میں بھی دل کو ذرا قرار نہیں
چیر کے مرے قلب کو اپنی تجلیات کر

حافظ

جیت کیا ہے ہار کیا ہے کیا ہے زندگی کا کھیل ع
جیت کر زندگی کی جنگ آدمی ہوا مٹی میں ڈھیر

حافظ

سینے میں نہ ہو دل انسان کچھ بھی نہیں
قرآں کے سوا مسلمان کچھ بھی نہیں
زندگی کا ہر دن اسی کی امانت ہے
خدا کے بغیر یہ جہان کچھ بھی نہیں
یوں تو موجود ہیں اس زمیں لاکھوں
انسانیت نہ رہے انسان کچھ بھی نہیں
زندہ ہیں لوگ بھر رہے ہیں پیٹ اپنا
آدمی نہ بنے تو جان کچھ بھی نہیں

حافظ

تسبیاں

(کلام عرفان)

ترا نام ہے مری تسبیوں میں
بکھر نہ جاؤں کہیں دانہ دانہ

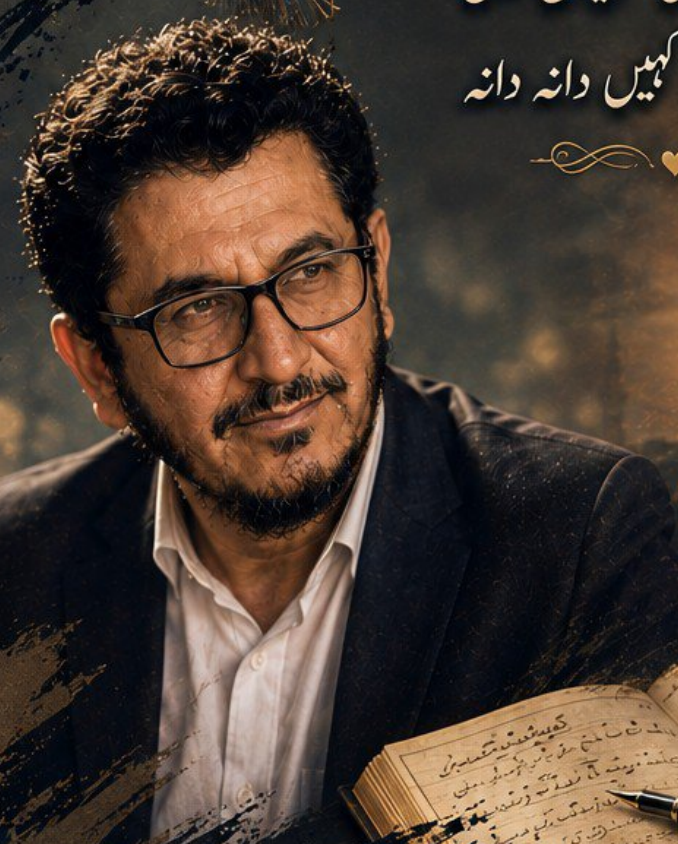

عرفان علی

تسبیاں (کلام عرفان) عرفان علی